Scanned by CamScanner

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

دینی تعلیم کا رسالہ

نمبر ۱۱

ادارہ فیضان حضرت گنگوہی رح

روزہ۔ رمضان۔ اعتکاف
زکوٰۃ۔ حج۔ قربانی۔ عقیقہ وغیرہ

منظور کردہ

تعلیمی کمیٹی جمعیۃ علماء ہند و دینی تعلیمی بورڈ کل ہند

شائع کردہ

الجمعیۃ بکڈپو۔ قاسم جان اسٹریٹ دہلی ۶

قیمت: 8.00

ملنے کا پتہ:۔ (۱) الجمعیۃ بکڈپو دہلی ۶ (۲) کتابستان گلی قاسم جان دہلی ۶

Scanned by CamScanner

فہرست مضامین

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روزہ اور زکوٰۃ

سمجھنے کی باتیں

(۱)

فاقہ کرنا اچھی بات ہے۔ تین چار روز چھوڑ کر ایک وقت کھانا نہ کھاؤ۔ اس سے معدہ ٹھیک رہتا ہے تندرستی ٹھیک رہتی ہے۔ بھوک برداشت کر لینے کی عادت ہوتی ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کام کاج میں کھانے کا وقت نہیں ملتا۔ اگر آپ دوکان دار ہیں تو ایسا ہوتا ہے کہ آپ کو بھوک لگ رہی ہے، کھانا بھی آگیا ہے، مگر ٹھیک اسی وقت گاہک آجاتے ہیں اگر آپ فاقہ کرنے کے عادی ہیں تو آپ کو جھنجھل نہیں آتی۔ آپ گاہک سے ڈھنگ کی باتیں کرتے ہیں اور نفع کما لیتے ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ سفر میں کھانا نہیں ملتا اگر آپ کو فاقہ کر لینے کی عادت ہے تو آپ پریشان نہیں ہوتے۔

فاقہ کر لینے کا ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ آپ کے اندر ان غریبوں سے ہمدردی پیدا ہوتی ہے جو اپنی غریبی کی وجہ سے فاقہ پر مجبور ہیں۔ یہ ہمدردی بڑی چیز ہے انسانیت کا جوہر ہے۔

فاقہ سے روحانیت میں بھی تازگی پیدا ہوتی ہے۔ یادِ خدا میں دل لگتا ہے اسی لئے ہر ایک مذہب کے اچھے لوگ فاقہ کرتے ہیں بلکہ فاقہ کی عادت ڈالتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

اسلام نے اس عادت کی تعریف کی ہے۔ مگر اس کی تعلیم یہ ہے کہ جو کچھ ہو اللہ کے لئے ہو۔ فاقہ بھی ہو تو اللہ کے لئے ہو، اللہ کے حکم کے مطابق ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم دی ہے اُس کے بموجب ہو۔

(۲)

اسلام کہتا ہے اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ یہ زندگی چند روزہ ہے یہ ایک خواب ہے۔ اصل زندگی وہ ہے جو انتقال کے بعد ہوگی۔ مرکر انسان فنا نہیں ہوتا بلکہ ایک جہان سے دوسرے جہان میں چلا جاتا ہے۔ اسی لئے موت کو انتقال کہتے ہیں۔ دوسرے جہان کا نام آخرت ہے۔ اس کو عالمِ آخرت اور دارِ آخرت بھی کہتے ہیں۔ اسلام کہتا ہے تمہارا فاقہ بھی ہو تو ایسا ہو جو دارِ آخرت میں کام آسکے۔ جس سے جنّت کے دروازے آپ کے لئے کھلیں۔

(۳)

ہم نے یہ دارِ آخرت نہیں دیکھا۔ ہم اس کے ضابطوں اور قاعدوں کو نہیں جانتے ہمیں یہ بھی خبر نہیں کہ کون سا کام آخرت میں کام آنے والا ہے۔ کونسا کام بیکار رہے گا اور کون سا کام عالمِ آخرت میں ہمارے لئے مضر ہوگا۔ ہاں اللہ تعالےٰ جس نے ہمیں پیدا کیا۔ ہمارے لئے دونوں جہان پیدا کئے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ کون سا کام آخرت میں ہمارے لئے مفید ہوگا، کون سا کام مضر اور کون سا کام کس طرح کیا جائے کہ مرنے کے بعد ہمارے لئے مفید اور کارآمد ہو سکے۔ وہی خوب جانتا ہے کہ کون سی باتیں ایسی ہیں کہ وہ کرے کرائے کام کو برباد کر دیتی ہیں اور کون سی باتیں اس کے اندر کمی اور خرابی یا ان میں حسن اور خوبی پیدا کرتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے آقائے نامدار احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ یہ باتیں ہمیں بتا دیں۔ شریعت انھیں باتوں کا نام ہے۔

(۴)

سمجھنے کی بات یہ بھی ہے کہ جو کام اللہ کے لئے ہو وہ اس کی مرضی کے موافق اس کے بتائے ہوئے قاعدوں کے مطابق ہی ہونا چاہئے۔ اس میں اپنی عقل، دنیا کے رسم و رواج یا نام نمود کا دخل ہرگز نہ ہونا چاہیے ورنہ وہ کام اللہ کے لئے نہیں ہوگا بلکہ اپنی عقل کی خاطر، دنیا کی خاطر یا نام نمود کی خاطر ہوگا اس سے آخرت کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ آخرت میں وہی کام مفید ہے جو اللہ کے لئے ہو۔ آخرت کا کام اللہ کے لئے نہ ہو کسی اور غرض کے لئے ہو، یہ ایک قسم کا شرک ہے۔

(۵)

اتنی باتیں سمجھ چکے ہو تو یہ بھی سمجھ لو کہ اگر ہم اللہ کے لئے اس کے بتائے ہوئے قاعدوں کے مطابق بھوکے پیاسے رہتے ہیں تو اس کا نام روزہ ہے۔ اس کے بہت کچھ فائدے ہیں اور اللہ کے یہاں اس کا بہت بڑا ثواب ہے یہاں سب باتیں تو بیان نہیں کی جا سکتیں وہ تو آپ بڑی کتابوں میں دیکھیں۔ کچھ ضروری باتیں یہاں بیان کی جا رہی ہیں۔

روزہ کی تعریف روزہ کا مطلب یہ ہے عبادت۔ اور اللہ کے واسطے کی نیت سے صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور حیوانی خواہش پورا کرنے کو چھوڑ دینا۔

وقت اس تعریف سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ روزہ کا وقت صبح صادق یعنی پو پھٹنے سے لے کر غروب آفتاب تک ہوتا ہے۔ جیسے ہی آفتاب چھپے روزہ

ختم ہو جاتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ روزہ میں جس طرح کھانا پینا چھوڑا جاتا ہے ایسی ہی حیوانی خواہشیں یعنی وہ باتیں جو میاں بیوی کے تعلق میں ہوتی ہیں وہ بھی چھوڑی جاتی ہیں۔

روزہ کا ثواب

قرآن شریف میں ہے کہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے۔ کبھی اس سے زیادہ بھی ثواب ملتا ہے۔ مثلاً آپ خود ضرورتمند اور پریشان ہیں پھر بھی آپ راہ خدا میں خرچ کرنے سے نہیں چوکتے، کوئی آپ سے بھی زیادہ ضرورت مند آپ کے سامنے آجاتا ہے یا کوئی ایسی دینی ضرورت سامنے آجاتی ہے جس میں خرچ کرنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ اب آپ اپنی ضرورت پیچھے ڈالتے ہیں اور اس دینی ضرورت کو پورا کرتے ہیں تو ایسی صورت میں ایک کا ثواب سات سو گنا تک[1] ہوتا ہے۔

یہ نماز، زکوٰۃ جیسی نیکیوں کا ثواب ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے۔ اس کے ثواب کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ روزہ میرے لئے ہی ہوتا ہے۔ اس کا بدلہ بھی خاص طور پر میں ہی دوں گا۔ روزہ دار میری ہی وجہ سے کھانا پینا اور اپنی دوسری خواہشیں چھوڑتا ہے۔ وہ پردہ میں چھپ کر اگر پانی پینا چاہتا تو پی سکتا تھا۔ مگر وہ ایسی بند کوٹھری میں جہاں کوئی دیکھنے والا نہیں صرف اللہ ہی دیکھنے والا ہے۔ میری مرضی پوری کرتا ہے۔ میرے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔ میری ناراضگی سے ڈرتا ہے۔ وہ پانی نہیں پیتا۔ تو اس نے نام و نمود یا رسم و رواج کی خاطر نہیں بلکہ صرف میری خاطر اپنے نفس

---

[1] قرآن شریف میں ہے۔ وہ جو خرچ کرتے ہیں اللہ کی راہ میں اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ اُگا اس میں سات بالیں نکلیں ہر بال میں سو دانے نکلے (پس ایک دانے سے سات سو دانے ہوگئے) اور اللہ جس کو چاہتا ہے۔ اس سے بڑھا کر ثواب دیتا ہے (سورہ بقر رکوع ۲۶)

Scanned by CamScanner

کو مارا اور روزہ پورا کیا۔ لہٰذا اس کا ثواب بھی خاص طور پہ میں ہی دوں گا۔

علماء نے لکھا ہے کہ روزہ کا ثواب خاص طور پہ اللہ تعالیٰ ہی عطا فرمائیں گے۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ یادِ خدا، ذکر، تسبیح، رکوع، سجدہ وغیرہ تو ایسے کام ہیں جو فرشتے خود بھی کرتے ہیں۔ اُن کو اُن کے مرتبوں کا اندازہ ہوتا ہے۔ اسی اندازے کے مطابق وہ رکوع، سجدہ کرنے والوں اور تسبیح پڑھنے والوں کے عمل کا ثواب نامۂ اعمال میں لکھ دیتے ہیں۔ لیکن روزہ کی حقیقت یہ ہے کہ انسان کھانا، پینا اور نفسانی خواہش اللہ کے لئے چھوڑتا ہے۔ فرشتوں میں نفسانی خواہش نہیں ہوتی، وہ نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں، نہ اور نفسانی کام کرتے ہیں۔ پس ان کو چھوڑنے میں کسی کو کتنی تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے۔ اس کا اندازہ بھی ان کو نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ اس کا صحیح اجر و ثواب بھی نہیں لکھ سکتے۔ بس یہ کام اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم نے خود اپنے ذمہ لیا۔ روزہ کا ثواب اللہ تعالیٰ خود عطا فرماتا ہے۔

دیکھو۔ اس کریم کی شانِ کریمی دیکھو۔ کہ خالی پیٹ اور بھوک کی انتڑیوں کی کی وجہ سے جو بُو روزہ دار کے منھ میں پیدا ہو جاتی ہے، اس کا درجہ اللہ کے یہاں مشک اور عنبر کی خوشبو سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازے کا نام "باب ریان" ہے۔ یہ پھاٹک (جس کی چوڑائی کی کوئی انتہا نہیں ہے) روزہ داروں کے لئے خاص ہوگا جو اس پھاٹک سے داخل ہوگا وہ ہمیشہ سیر رہے گا۔ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اسی طرح روزہ داروں کے لئے خاص طور پہ دیدار خداوندی کا وعدہ کیا گیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

Scanned by CamScanner

روزہ دار کے لئے دو فرحتیں ہیں۔ ایک فرحت افطار کے وقت۔ دوسری فرحت اپنے رب سے ملاقات کے وقت جب یہ اپنے رب کے دیدار سے مشرف ہوگا جو آخرت کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روزہ ڈھال ہے۔ وہ گناہوں کے لشکر سے اس طرح بچاتا ہے جیسے ڈھال دشمن کے حملہ سے بچاتی ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا۔ قیامت کے روز روزہ اور قرآن انسان کی شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا۔ خداوندا۔ میں نے اس کو کھانے پینے اور نفسانی خواہشوں کو پورا کرنے سے روکا۔ اے اللہ اس کی مغفرت فرما، اس کو اپنی مہربانیوں سے نواز۔ قرآن کہے گا۔ خداوندا یہ شخص میری خاطر راتوں کو جاگتا تھا نفلوں میں میری تلاوت کیا کرتا تھا۔ اس نے میری خاطر رات کا سونا چھوڑا۔ راحت و آرام چھوڑا۔ اے اللہ میں اس کی شفاعت کرتا ہوں تو قبول فرما۔

ہمیشہ ہمیشہ روزہ

روزے کی یہ خوبیاں پڑھنے کے بعد شاید آپ کو شوق پیدا ہو کہ آپ روزانہ روزہ رکھا کریں۔ لیکن اگر آپ نے روزانہ روزہ رکھنا شروع کر دیا تو یہ آپ کی عادت بن جائے گی۔ اس طرح نفس پر زحمت نہیں ہوگی۔ لہذا اس میں عبادت کی شان برائے نام رہ جائے گی۔

ہاں اگر ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھو تو بیشک یہ بہت بڑی عبادت ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام اسی طرح روزہ رکھا کرتے تھے۔ اس کا نام "صوم الدہر" ہے۔ اس کو "صوم داؤد" بھی کہتے ہیں یعنی حضرت داؤد علیہ السلام کے طریقہ کے روزے۔ لیکن یہ بہت مشکل کام ہے۔ اسلام ہلکا پھلکا اور آسان مذہب ہے۔ وہ اتنی مشکل عبادتوں کو بھی زیادہ پسند نہیں کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا بہتر یہ ہے کہ ہفتہ میں ۲ دو دن روزہ رکھا کرو۔ مثلاً پیر اور جمعرات کو۔ یہ بھی "صوم الدہر" ہے۔

دوسرا درجہ یہ ہے کہ مہینہ میں تین ۳ دن روزے رکھو۔ مثلاً چاند کے مہینہ کی تیرہ، چودہ اور پندرہ کو۔ ان کو "ایام بیض" کہتے ہیں (سفید دن) یہ بھی ایک طرح "صوم الدہر" ہے۔ کیونکہ جب اللہ تعالےٰ نے یہ قاعدہ مقرر فرما دیا ہے کہ ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہوتا ہے تو تین روزوں کا ثواب تیس کی برابر ہوگا۔ یعنی مہینے میں تین روزے رکھ لئے تو گویا پورا مہینہ روزہ رکھ لیا۔

ضروری روزے

یہ روزے جن کا تذکرہ کیا گیا اختیاری ہیں تو ان کا رکھنا نہ رکھنا آپ کی مرضی پر موقوف ہے۔ آپ یہ روزے رکھیں گے ثواب ملے گا اور بہت بڑا ثواب ملے گا۔ نہیں رکھیں گے تو کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ نہ کوئی عذاب ہوگا۔

البتہ کچھ روزے ایسے ہیں جو ایسے ہی ضروری ہیں جیسے پانچ وقت کی نماز، جس طرح پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں یہ روزے رکھنے بھی فرض ہیں۔ نہ رکھنے میں بہت بڑا گناہ ہوتا ہے اور کوئی ان کو ماننے سے انکار کر دے تو مسلمان نہ رہے، معاذ اللہ کافر ہو جائے۔ یہ رمضان شریف کے روزے ہیں جن کا رکھنا فرض ہے رمضان شریف وہ متبرک مہینہ ہے جس میں قرآن شریف نازل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ جس کو یہ متبرک مہینہ نصیب ہو جائے اس پر فرض ہے کہ اس مہینہ کے روزے رکھے البتہ اگر بیمار رہے یا سفر میں ہے تو اس کو اجازت ہے کہ اس وقت روزے نہ رکھے بعد میں ان کو ادا کر دے۔

Scanned by CamScanner

رمضان المبارک

رُوحانیت کی فصلِ بَہار

حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ شعبان کی آخری تاریخ میں ہمارے آقا اور ہمارے مولا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریر فرمائی۔

آپ نے فرمایا۔ وہ مہینہ آگیا جو مستحق تعظیم ہے۔ جس کی عظمت ضروری ہے یہ برکتوں والا مہینہ ہے۔ اس میں ایک رات ایسی آتی ہے جو ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس مہینے کے روزے فرض کئے ہیں۔ رات کی نفلیں اگرچہ فرض نہیں ہیں مگر ان کا ثواب بے شمار رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس مہینہ میں نفل کا ثواب ایسا ہے جیسے کھلے دنوں میں فرض کا ثواب ہوتا ہے۔ اور اس مہینہ میں فرض کا ثواب دوسرے دنوں سے ستر گنا زیادہ ہوتا ہے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے۔ اس میں کھانے پینے اور تمام بری باتوں سے رکنا اور اپنے آپ کو قابو میں رکھنا ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ صبر کا ثواب جنت ہے۔ ارشاد ہوا۔ یہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے (غریبوں سے ہمدردی، بھوکوں ننگوں سے ہمدردی، کمزوروں سے ہمدردی، اپنے ماتحتوں سے ہمدردی، ہر ایک مخلوق سے ہمدردی، ہر ایک کے غم میں شرکت، ہر ایک کی مدد) یہ مہینہ ہے۔ اس میں صاحب ایمان کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جو شخص دوسرے روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کو برابر کا ثواب ملتا ہے۔ اور روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آتی۔ دوسرے روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا

Scanned by CamScanner

کھلا دو بہت اچھا ہے۔ اگر یہ میسر نہیں تو ایک دانہ کھجور، تھوڑا سا دودھ یا ایک گلاس پانی پلا کر روزہ افطار کرا دیا تو اس کا بھی اتنا ہی ثواب ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ ایک ایسا مہینہ ہے جس کا آغاز اللہ کی رحمتوں سے ہوتا ہے۔ اس کے وسط میں گناہوں کی بخشش ہوتی ہے اور اس کے آخری حصہ میں دوزخ سے نجات ملتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس مبارک مہینہ میں جو شخص اپنے نوکر چاکر اپنے غلام یا باندی کا کام ہلکا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو آتشِ دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے۔

آپ نے فرمایا۔ جیسے ہی یہ مہینہ شروع ہوتا ہے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے اور پکارتا رہتا ہے

"جو خیر کے طالب ہیں، جن کو اچھے کاموں کی طلب ہے وہ آگے بڑھیں (بڑا اچھا موقع ہے) جو بدکار ہیں، جو برائیوں میں مبتلا رہتے ہیں وہ باز آجائیں (توبہ قبول ہونے کا بہت اچھا وقت ہے)

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ممبر پر تشریف فرما تھے۔ آپ نے یکے بعد دیگرے تین مرتبہ فرمایا۔ آمین ـــــ آمین ـــــ آمین

صحابہ کرام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ یہ آمین کیسی۔ آپ نے فرمایا جبریل علیہ السلام نے تین باتیں کہیں۔ میں نے ہر ایک کے جواب میں کہا۔ آمین

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا۔ برباد ہو وہ جس کو رمضان کا مہینہ میسر آیا اور اس نے اس مہینہ میں عبادت کر کے اپنے گناہ نہ بخشوائے۔ اس کے جواب میں میں نے کہا آمین

پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا۔ بربادہو وہ شخص جس کو ماں باپ کی خدمت کا موقع ملا اور اس نے اُن کی خدمت کرکے اپنے گناہ نہ بخشوائے۔ میں نے کہا۔ آمین

پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا۔ برباد ہو وہ شخص جس کے سامنے 'میرا نام لیا گیا' اور اُس نے مجھ پر (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر) درود نہیں پڑھا۔ میں نے کہا۔ آمین

ہمیں کیا کرنا چاہیئے

آپ پڑھ چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ رمضان المبارک میں نیکیوں کا ثواب بڑھا چڑھا کر دیا جاتا ہے۔ نفل نماز کا ثواب فرض کی برابر ہوتا ہے اور فرض نماز کا ثواب ستّر گنا۔

دیکھو جب سودا نفع سے بکتا ہے تو دوکاندار زیادہ سے زیادہ سودا بیچنے کی کوشش کیا کرتا ہے۔ پس تم بھی رمضان شریف میں نیک کام زیادہ سے زیادہ کیا کرو۔ تاکہ ثواب زیادہ سے زیادہ ملے۔ مثلاً

(۱) کلام اللہ شریف کی تلاوت زیادہ سے زیادہ کرو۔ اس مہینہ میں مزا تو اُن کا ہے جنھیں اللہ تعالےٰ نے حفظ کلام اللہ کی دولت بخشی ہے۔ دن کو قرآن شریف کا ورد رکھیں۔ دور کریں۔ رات کو تراویح میں قرآن شریف سنائیں۔ پھر تہجد میں جتنی توفیق ہو۔ قرآن شریف پڑھیں۔ جنھیں خدا توفیق دیتا ہے وہ دن رات میں پورا قرآن شریف ختم کر لیتے ہیں۔ اگر آپ حافظ نہیں ہیں تو جتنی زیادہ ممکن ہو ناظرہ تلاوت کریں۔ مگر قرآن شریف صحیح صحیح پڑھیں۔ ٹھیر ٹھیر کر پورے ادب سے دل لگا کر پڑھیں۔ دل اُچاٹ ہو جائے تو نہ پڑھیں۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ مبارک مہینہ، قرآن شریف کا مہینہ ہے۔ اس کی تلاوت کرنے کا مہینہ ہے۔ اس پر زیادہ سے زیادہ عمل کرنے کا مہینہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رمضان شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن پاک کا دَور کیا کرتے تھے۔ آخری رمضان میں (جس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی) پورے قرآن شریف کا دو بار دَور کیا۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے۔ صبر کا مطلب ہے تحمل کرنا۔ برداشت کرنا۔ قابو میں رکھنا۔ جمے رہنا۔ روکنا

پس تم بھوک پیاس تو برداشت کرتے ہی ہو۔ کوئی بری بات کہے اُسے بھی برداشت کرو۔ غصہ ہرگز مت کرو۔ بلکہ غصہ کو ضبط کرو۔ اپنے آپ کو اور اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔ جھوٹ مت بولو۔ کوئی بری بات زبان سے نہ نکالو۔ کسی کی غیبت نہ کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جب روزہ ہو، نہ کوئی بری بات زبان سے نکالو۔ نہ چلاؤ۔ نہ شور مچاؤ۔ اگر کوئی تم سے الجھنے لگے تو یہ کہہ کر الگ ہو جاؤ کہ بھائی معاف رکھو۔ میرا روزہ ہے۔"

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ مہینہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے۔ بس خلقِ خدا پر رحم کرو۔ ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کرو۔ یتیموں مسکینوں بیواؤں اور محتاجوں کی خبرگیری کرو۔ نوکر چاکر اور جو ہاتھ تلے ہیں ان کے کاموں کا بوجھ ہلکا کرو۔

تم پہلے پڑھ چکے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو اپنے ماتحت کا کام ہلکا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو آتشِ دوزخ سے نجات دیدے گا۔

Scanned by CamScanner

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے سخاوت کا دریا بنایا تھا یہ دریا ہمیشہ بہتا ہی رہتا تھا۔ مگر رمضان شریف میں یہ دریا گویا سمندر بن جاتا تھا جس کی موجودگی کی کوئی انتہا نہیں ہوتی تھی۔ پس تم بھی کوشش کرو کہ سخاوت کا چشمہ رمضان شریف میں جاری رہے اور زیادہ سے زیادہ خلق خدا اس سے سیراب ہو۔

آخری عشرہ (دس دن)

جب تم اس ماہ مبارک کے بیس۲۰ دن اس طرح گزار دو کہ زبان پر کلام اللہ کی تلاوت ہو یا درود شریف سُبحان اللہ اور لا الٰہ الا اللہ کا ورد ہو۔ دل میں غریبوں کی ہمدردی ہو۔ اللہ کی یاد اور اس کا خوف ہو۔ نیک کاموں کی لگن زیادہ سے زیادہ ہو، تو ظاہر ہے آخری دس دن میں اُس کے جلوے نمایاں ہوں گے۔ اب تم سستی مت کرو۔ زیادہ مستعد ہو جاؤ اور کوشش کرو کہ باقی دنوں میں اللہ تعالےٰ کا انعام اس کی رحمتیں اور اس کی برکتیں زیادہ سے زیادہ حاصل کر سکو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن کی پوری زندگی پاک ہی پاک تھی۔ اس عشرہ میں آپ کی چستی اور مستعدی اور زیادہ بڑھ جاتی تھی۔ جیسے ہی یہ عشرہ شروع ہوتا آپ کمر کس لیتے۔ خود بھی رات بھر جاگتے اور گھر کے آدمیوں کو بھی جگاتے۔ فرمایا کرتے تھے کہ

وہ مسلمان بہت بڑا بدقسمت ہے کہ یہ ماہ مبارک آئے اور گزر جائے اور وہ اس عرصہ میں اپنے گناہ نہ بخشوا سکے۔

اعتکاف

اچھی بات یہ ہے کہ ان دس دنوں میں تم اسی آقا اور مالک کی ڈیوڑھی پر پڑ جاؤ جس کے حکم سے روزے رکھ رہے ہو۔

جس نے روزہ دار پر بہت زیادہ اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس پڑ جانے کو اعتکاف کہتے ہیں۔ دن رات مسجد ہی میں رہو۔ پاخانہ پیشاب کی ضرورت ہو تو باہر آکر پوری کرلو۔ پھر فوراً اعتکاف کی جگہ مسجد میں پہنچ جاؤ۔ گویا اپنے تمام بدن اور تمام وقت کو خدا کی عبادت کے لئے وقف کر دو۔ (۱) اس کا پہلا فائدہ تو یہ ہے کہ بہت سے گناہ جو ملنے جلنے، بازار ہاٹ آنے جانے میں ہو جاتے ہیں ان سے محفوظ رہوگے (۲) اپنے مالک اور مولا کی رضامندی کے لئے اسی مولا کے گھر میں ٹھیرنا اور پڑ جانا خود عبادت ہے۔ بس اعتکاف کے دنوں میں ایک ایک لمحہ کا تم کو ثواب ملتا ہے گا تم اگر سو گئے تو یہ وقت بھی عبادت میں صرف ہوا اس کا بھی تمھیں ثواب ملے گا۔ کیونکہ تم اس کی ڈیوڑھی پر پڑے ہوئے ہو (۳) تم یہاں نماز اور جماعت کے اشتیاق میں بیٹھے ہو۔ لہٰذا ہر لمحہ تمھیں نماز کا ثواب مل رہا ہے (۴) مسجد خدا کا گھر ہے تم اس کے گھر میں پڑے ہو تو اس کے پڑوسی اور اس کے مہمان ہو (۵) تم فرشتوں سے مشابہت پیدا کر رہے ہو کہ فرشتوں کی طرح ہر وقت عبادت اور اللہ کی یاد میں لگے ہوئے ہو۔ (۶) بیمار کی تیمارداری، کسی پڑوسی کا سودا سلف بازار سے لا دینا، کسی بیمار کی مزاج پرسی کے لئے جانا۔ جنازہ میں شرکت کرنا اور ایسے بہت سے نیک کام جن کے لئے مسجد سے جانا پڑتا ہے وہ اعتکاف کے دنوں میں نہیں کر سکو گے، لیکن اگر تم یہ کام کیا کرتے تھے تو زمانہ اعتکاف میں بغیر کئے ہی ان کا ثواب ملتا رہے گا۔ (۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ پر عمل ہوگا کیونکہ آپ نے اگرچہ کبھی پورے مہینہ اور آخری سال بیس روز کا بھی اعتکاف کیا ہے، مگر دس روز کا اعتکاف تو آپ ہمیشہ کرتے رہے ہیں۔ اس لئے علماء نے اعتکاف کو سنت مؤکدہ[1] فرمایا ہے (۸) جب اعتکاف کا ہر لمحہ عبادت ہے تو اگر

---

[1] مگر یہ سنت مؤکدہ کفایہ ہے یعنی محلہ کے مسلمانوں میں سے اگر ایک نے بھی اعتکاف کر لیا تو سب کی طرف سے یہ سنت ادا ہوگئی۔ ورنہ ترک سنت کا بار ہر مسلمان پر رہے گا۔

ان دس دنوں میں شب قدر ہوئی تو خود بخود اس کا عظیم الشان اجر و ثواب بھی تمھارے حصہ میں آجائے گا۔

شب قدر

اللہ رب العزت جو سمندروں کی تہ میں سچے موتی پیدا کرتا ہے جس نے پہاڑ کے پتھروں میں لعل اور ہیرے پیدا کئے اور ہیروں میں ایک وہ ہیرا بنایا جس کی نظیر سے دنیا خالی ہے۔ جس کا نام "کوہ نور"[1] ہے۔ جس پر بادشاہوں کے تاج بھی فخر کرتے ہیں۔ اس ربّ العزّت قادر مطلق نے جس طرح ہفتہ میں جمعہ کے دن کو، سال کے بارہ مہینوں میں، ماہ رمضان کو بے شمار فضیلتیں بخشیں اسی طرح راتوں میں ایک رات بنائی جسے شب قدر کہتے ہیں، جس کا عربی نام "لیلۃ القدر" ہے۔ ہر رات کا آخری حصہ شب بیداروں کے لئے ہیرا ہے اور لیلۃ القدر ان ہیروں میں "کوہ نور" ہے۔ (۱) جو شروع شام سے لے کر طلوع فجر تک رحمت ہی رحمت، اور سلامتی ہی سلامتی ہے (۲) جس میں اللہ کے فرشتے اللہ کے حکم سے خیر و برکت لے کر زمین کی طرف آتے ہیں (۳) خصوصاً حضرت روح الامین علیہ السّلام جو رحمت و برکت کے فرشتوں کے سرتاج ہیں ان کا نزول ہوتا ہے جس سے اللہ والوں کے دلوں میں نور اور روحوں میں تازگی پیدا ہوتی ہے۔ (۴) یہ ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر اور افضل ہے (۵) اسی کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس مبارک رات میں قرآن پاک کا نزول ہوا۔ (۶) ہمارے لئے

---

[1] یہ ہندوستان کا وہ قیمتی ہیرا ہے جس کی قیمت کا اندازہ کرنا ہمیشہ مشکل رہا ہے۔ یہ بکرماجیت وغیرہ ہندو راجاؤں کے پاس رہا۔ جب مسلمانوں نے دہلی فتح کی تو یہ ان کو مل گیا جب مسلمانوں کی حکومت ختم ہوئی تو کسی طرح مہاراجہ رنجیت سنگھ کے پاس پہنچ گیا جو سکھوں کے سب سے بڑے مہاراجہ تھے۔ جب انگریزوں نے سکھوں کی حکومت ختم کی تو یہ ہیرا ان سے چھین کر لندن پہنچا دیا۔ اب یہ ہیرا شاہ برطانیہ کے تاج میں ٹکا ہوا ہے

اس میں یہ سعادت ہے کہ فرشتوں کے لشکر اہل ایمان کو ہدیہ "سلام" پیش کرتے ہیں فرشتوں کی ایک فوج "سلام" پیش کرتی ہوئی آتی ہے دوسری جاتی ہے۔ ساری رات یہی سلسلہ رہتا ہے۔ (۷) قلب مومن پر ان برکتوں کا ظہور اس طرح ہوتا ہے کہ خشوع و خضوع زیادہ ہوتا ہے۔ گریہ کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ عبادت میں دل زیادہ لگتا ہے، دعا قبول ہوتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ہدایت فرمائی تھی کہ شب قدر میں اس دعا کا ورد رکھیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ　　اے اللہ تو بہت معاف کرنے والا ہے معاف کر دینے ہی کو پسند کرتا ہے پس مجھے بھی معاف کر دے۔

شب قدر کی تاریخ

ظاہر ہے اتنا قیمتی ہیرا آسانی سے نہیں مل سکتا اگر تمہیں یقین ہو کہ پارس کی پتھری انھیں کنکریوں میں ملی ہوئی ہے جو تمہارے سامنے پڑی ہیں تو ایسا کرو کہ ان تمام کنکریوں کو سمیٹ کر جھولی میں بھر لو۔ ان کنکریوں اور ٹھیکروں کے ساتھ پارس کی انمول پتھری بھی تمہاری جھولی میں آجائے گی۔ پس اگر سال بھر شب بیداری کی عادت ڈال لو تو لیلۃ القدر کی سعادت بھی میسر آجائے گی لیکن اگر تمام سال تہجد کے وقت نہیں اٹھ سکتے تو کم از کم رمضان المبارک میں تہجد کی پابندی کر لو اور خصوصیت سے آخری عشرہ اور بالخصوص ہر ایک طاق رات کو ذکر و تلاوت سے زندہ رکھو۔ شب قدر کی برکتیں اور سعادتیں میسر آجائیں گی۔ کیونکہ علماء کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ سال بھر میں ایک شب ضرور ہوتی ہے اور زیادہ احتمال یہ ہے کہ رمضان شریف میں اور بالخصوص اخیر عشرہ

اور خصوصاً طاق رات میں اور زیادہ تر ستائیسویں شب میں۔

اس ماہِ مبارک کا منظر

تم ہی بتاؤ جب ہر مسلمان روزہ دار ہو، رمضان کا پورا پورا احترام دل میں ہو، دل و دماغ اور ہر ایک ظاہری و باطنی طاقت پر رمضان ہی رمضان چھایا ہوا ہو اور دو چار دس پانچ نہیں بلکہ پوری امت اسی ایک رنگ میں رنگی ہوئی ہو، تو اس قابل رشک، پاک و مقدس کیفیت کا دوسرا پہلو یہ ہوگا کہ شیطانی طاقتیں مفلوج ہوں گی، شیطانوں کی آزادیاں پابند اور ان کی شوخ مزاجیاں اور رنگ رلیاں کافور ہوں گی۔

فضائے عالم میں یہ روحانی صدائیں گونج رہی ہوں گی کہ طالب خیر زیادہ سرگرم ہوں۔ اجر و ثواب کا موسم بہار ہے۔ آگے بڑھیں اور بہاریں لوٹیں۔ بدکاروں سست اور آلکسی لوگوں کو تنبیہ کی جا رہی ہوگی۔ سستی چھوڑو۔ چست بنو۔ برائیاں چھوڑ دو، بھلائیوں سے دامن بھر لو، جہاں تک عالم اجر و ثواب کا تعلق ہے تو جنتیں آراستہ ہوں گی۔ جنتوں کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے، روزہ داروں کو ہر دروازہ سے پکارا جائے گا اس طرف سے تشریف لائیے، اس کے برخلاف دوزخ کی لپٹیں دھیمی ہوں گی دوزخوں کے دروازے بند ہوں گے۔

غیب کی باتوں کی خبر دینے والے ہمارے سچے آقا اور مولا نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب بھی رمضان شریف آتا ہے اس کا روحانی منظر یہی ہوتا ہے کہ شیطان اور سرکش جنات پابہ زنجیر کر دیئے جاتے ہیں، دوزخوں کے

Scanned by CamScanner

دروازے بند اور جنتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ دطالب خیر کو ندا دی جاتی ہے۔ ہمت سے کام لو۔ گنہگاروں سے کہا جاتا ہے گناہوں سے باز آؤ۔

اب یہ کام ہمارا ہے کہ ہم اپنے من کے شیطان کو کھلا چھوڑتے ہیں یا اس پر بندش لگا دیتے ہیں۔

اگر ہم منھ میں روزہ رکھ کر من مانی کرتے رہیں، نفس کے تابع بنے رہیں تو مسجد میں جوتی چوروں کی طرح ہم اپنے ہاتھوں اپنی خرابی مول لیں گے اور اگر خدا کی مرضی پر چلیں تو اگر ہم ایک قدم بڑھیں گے تو خدا کی رحمتیں دس قدم آگے بڑھ کر ہمارا استقبال کریں گی اور نیک کاموں کی توفیق زیادہ سے زیادہ ہوگی۔

دیکھو دوپہر کے وقت آفتاب تو روشن ہوا ہی کرتا ہے۔ لیکن اگر تم سائبان تان لو یا تہہ خانہ میں چھپ جاؤ، یا آنکھیں بند کر لو یا آنکھوں پر پٹی باندھ لو تو یہ قصور تمھارا ہے۔ نورِ آفتاب دھندلا نہیں ہوا۔ تم خود نورِ آفتاب سے محروم ہو گئے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں محرومی سے بچائے اور برکتوں سے نوازے

آمین۔

احکام و مسائل

(۱) روزہ کی قسمیں

اور کاموں کی طرح روزے کے بھی بہت احکام ہیں کہ کچھ روزے فرض ہوتے ہیں کچھ واجب یا مسنون ہوتے ہیں۔ بعض صورتوں میں روزہ مکروہ ہوتا ہے بعض صورتوں میں حرام۔ پھر فرض یا واجب روزے ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جن کے دن اور تاریخیں مقرر ہوتی ہیں اور ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کی تاریخیں معین نہیں ہوتیں۔ اس طرح روزے کی آٹھ قسمیں ہو جاتی ہیں۔ جن کی نمبروار تفصیل یہ ہے:

(۱) **فرض معین**۔ جیسے رمضان شریف کے روزے کہ وہ فرض بھی ہیں اور ان کا وقت بھی مقرر ہے کہ رمضان شریف کا چاند دیکھ کر شروع کئے جاتے ہیں اور عید کے چاند پر ختم ہو جاتے ہیں۔

(۲) **فرض غیر معین**۔ اگر کسی وجہ سے (خدانخواستہ) رمضان کا کوئی روزہ نہیں رکھا جا سکا تو اس کی قضا فرض ہے مگر اس کے لئے کوئی دن یا تاریخ مقرر نہیں ہوتی جس قدر جلد موقع ملے رکھ لے۔

(۳) **واجب معین**

(۴) **واجب غیر معین**

کفارے[1] کے روزے واجب ہوتے ہیں مگر ان کے لئے وقت مقرر نہیں ہوتا اسی طرح اگر کسی نے منت مانی کہ اگر میں امتحان میں کامیاب ہوگیا تو تین روزے

---

[1] مثلاً کسی نے کوئی قسم کھائی پھر قسم توڑ دی تو اس پر تین روزے کفارے کے واجب ہو گئے۔

رکھوں گا۔ پس جب امتحان میں کامیاب ہو جائے تو تین روزے رکھنے ہوں گے مگر ان کے لئے تاریخ اور دن مقرر نہیں۔ جتنی جلدی موقع ہو اپنی یہ منت پوری کر دے یہ واجب غیر معین ہوئے۔ اور اگر منت مانتے وقت تاریخ اور دن بھی مقرر کر دے: مثلاً یہ کہ اگر امتحان میں کامیاب ہو گیا تو فلاں مہینے کی فلاں فلاں تاریخ کو روزے رکھوں گا۔ تو یہ روزے "واجب معین" ہوں گے۔

(۵) **سنت**۔ وہ روزے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے یا ان کے رکھنے کی ترغیب دی۔ مثلاً

(الف) عاشورے کے دو روزے۔ جو محرم کی نو دس کو یا دس گیارہ کو رکھے جاتے ہیں۔ عاشورا۔ محرم کی دسویں تاریخ کو کہتے ہیں۔ اس کے ساتھ نو یا گیارہ محرم کا روزہ رکھنا مسنون ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ترغیب دی ہے

(ب) عرفہ۔ یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ کا روزہ۔ ان کے لئے جو حج نہیں کر رہے ہیں۔[1]

(ج) ایام بیض۔ یعنی ہر مہینے کی تیرھویں۔ چودھویں۔ پندرھویں تاریخ کے روزے۔ یہ روزے سنت ہیں۔ سنت مؤکدہ کوئی روزہ نہیں۔

(۶) **مستحب**۔ فرض واجب اور سنت روزوں کے علاوہ تمام روزے مستحب ہیں۔ لیکن بعض روزے ایسے ہیں کہ ان میں ثواب زیادہ ہے جیسے ماہ شوال میں چھ روزے۔ ماہ شعبان کی پندرھویں تاریخ کا روزہ۔ پیر کے دن کا روزہ، جمعرات کے دن کا روزہ یا جمعہ کے دن کا روزہ۔[2]

(۷) **مکروہ**۔ صرف سنیچر کے دن کا روزہ۔ صرف عاشورے یعنی محرم کی

---

[1] حج کرنے والوں کے لئے یہ روزہ مسنون نہیں ہے۔ ان کے لئے روزہ نہ رکھنا سنت ہے۔ [2] در مختار

صفر دسویں تاریخ کا روزہ۔ نوروز کا روزہ[1]۔ عورت کو خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا۔

(۸) **حرام**۔ سال بھر میں پانچ دن کے روزے حرام ہیں۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن اور ایام التشریق یعنی ذی الحجہ کی گیارھویں۔ بارھویں اور تیرھویں کا روزہ۔

(۲) فرض معین یعنی رمضان شریف کے روزے

پڑھ چکے ہو۔ یہ ماہ مبارک۔ روحانیت کا موسم بہار ہے۔ لہٰذا

(۱) ہر مسلمان عاقل۔ بالغ۔ مرد۔ عورت پر اس ماہ مبارک کے ہر دن روزہ رکھنا فرض ہے۔ اس کی فرضیت سے انکار کرنا کفر ہے۔ بلا عذر روزہ نہ رکھنا حرام ہے۔ اور روزہ رکھ کر بلا کسی شرعی عذر کے توڑ دینا گناہ کبیرہ ہے۔ جس کا کفارہ دینا فرض ہوتا ہے۔

(۲) اگرچہ بچوں پر نماز روزہ فرض نہیں ہے لیکن عادت ڈالنے کے لئے اُن سے بھی روزے رکھوائے جائیں اور نماز بھی پڑھوائی جائے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب بچہ سات برس کا ہوجائے تو اسے نماز کی ہدایت کرو۔ اور جب دس برس کا ہوجائے تو نماز نہ پڑھنے پر اس کی گوشمالی کرو۔ اسی طرح جب روزہ رکھنے کی طاقت ہوجائے تو جتنے روزے بچہ رکھ سکے اتنے رکھوائے جائیں۔

(۳) شریعت نے عذر کی بنا پر اجازت دی ہے کہ رمضان شریف کا فرض روزہ ملتوی کردیں۔ مگر یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ عذر کا اثر صرف یہی ہوگا کہ روزہ نہ رکھنے کا گناہ نہیں ہوگا۔ لیکن جو فضیلت اور جو اجر عظیم رمضان شریف میں ملتا ہے وہ نہیں ملے گا۔ لہٰذا جہاں تک ممکن ہوئی کوشش کرو کہ رمضان شریف کا روزہ ناغہ نہ ہو

---

[1] اسلام سے پہلے اہل ایران کا یہ قومی تہوار تھا اسی طرح جن تاریخوں پر دوسری قومیں تہوار اور [illegible]

البتہ اگر عذر ہی ایسا ہو کہ اس کی موجودگی میں روزہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یا مثلاً جان کا خطرہ ہے تو اس وقت مجبوری ہے۔

(۴) شرعی عذر یہ ہیں (الف) سفر (ب) مرض یعنی ایسی بیماری جس میں روزہ رکھنے کی طاقت نہ رہے یا بیماری بڑھ جانے کا اندیشہ ہو (ج) بہت بوڑھا ہونا۔ (د) حاملہ ہونا جب کہ عورت یا پیٹ کے بچے کو روزے سے نقصان پہنچنے کا گمان غالب ہو۔ (ھ) دودھ پلانا جب کہ دودھ پلانے والی کو یا بچے کو روزے سے نقصان پہنچتا ہو۔ (و) روزے سے اس قدر بھوک پیاس کا غلبہ ہو کہ جان نکل جانے کا اندیشہ ہو۔ (ز) حیض و نفاس کی حالتوں میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

سوالات

۱۔ عاشورا کسے کہتے ہیں۔

۲۔ صوم عاشورا کتنے روز کا ہوتا ہے۔

۳۔ محرم الحرام کی صرف دسویں تاریخ کا روزہ جائز ہے یا مکروہ۔

۴۔ ایام التشریق کن تاریخوں کو کہتے ہیں اور ان دنوں میں روزے کا کیا حکم ہے۔

۵۔ اگر کسی عذر کی بنا پر رمضان کا روزہ نہیں رکھ سکا ہے۔ بعد میں قضا کیا، تو کیا رمضان کا ثواب بھی اس کو ملے گا۔ یا صرف اس کے سر سے ایک فرض ادا ہو جائے گا۔

۶۔ کون کون سے روزے حرام ہیں۔

۷۔ وہ شرعی عذر شمار کراؤ جو اگر پائے جائیں تو رمضان شریف کا فرض روزہ ملتوی ہو سکتا ہے۔

(۳) فرض غیر معیّن (قضا یا کفارے کے روزے)

قضا

(الف) رمضان شریف میں کوئی عذر پیش آگیا جس کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکا۔ کسی خاص دن کے روزے کی منّت مانی تھی۔ کسی وجہ سے اس دن روزہ نہیں رکھا۔ رمضان شریف یا نذرِ معیّن کا روزہ شروع کر دیا تھا۔ پھر کوئی عذر پیش آگیا جس کی وجہ سے روزہ توڑ دیا۔ یا کوئی ایسی بات پیش آگئی جس کی وجہ سے یہ روزہ ٹوٹ گیا۔ اپنی غفلت اور سستی کی وجہ سے نذرِ معین یا رمضان شریف کا روزہ نہیں رکھا۔ ان تمام صورتوں میں اس چھوٹے ہوئے روزے کے بدلے میں اس کو روزہ رکھنا پڑے گا۔ اسی کو قضا کہتے ہیں۔

(ب) قضا کے لئے کوئی دن معین نہیں۔ البتہ بلا وجہ تاخیر کرنی بھی درست نہیں ہے۔ جب وقت ملے تو جس قدر جلدی رکھ سکے۔ رکھ لے۔

(ج) اگر چند روزے چھوٹ گئے تھے تو یہ ضروری نہیں کہ قضا روزے لگاتار ہی رکھے۔ درمیان میں فاصلہ دے کر بھی رکھ سکتا ہے۔

(د) اگر پہلے رمضان کے روزے ابھی قضا کرنے باقی تھے کہ دوسرا رمضان آگیا۔ تو اس دوسرے رمضان کے روزے رکھے اور رمضان کے بعد پہلے روزوں کی قضا کرے۔

(ہ) نفلی روزہ رکھ کر توڑ دیا تو اس کی قضا واجب ہے۔ کیونکہ نفلی نماز اور روزہ شروع کر دینے کے بعد واجب ہو جاتا ہے۔

(و) کسی معمولی عذر مثلاً کسی مہمان کی خاطر مدارات یا میزبان کی دلداری کے لئے نفلی روزہ توڑ دینا تو جائز ہے۔ گناہ نہیں ہوگا۔ مگر اس کی قضا واجب ہوگی۔

(ز) دن تاریخ مقرر کر کے قضا کی نیت کرنا کہ فلاں تاریخ کے روزے قضا کر رہا ہوں، ضروری نہیں ہے۔ صرف گنتی پوری کرنی ضروری ہے یعنی جتنے روزے قضا ہوئے تھے اتنے ہی روزے رکھ لے۔ البتہ اگر دو سال کے رمضان کے کچھ کچھ روزے قضا ہوگئے تو سال کا مقرر کرنا ضروری ہے۔

کفارہ

۱۔ رمضان شریف کی فضیلتیں اور خصوصیتیں پڑھ چکے ہو۔ ان خصوصیتوں اور فضیلتوں کی بنا پر رمضان شریف کا احترام فرض ہے۔

۲۔ تعظیم و احترام کی پہلی بات تو یہ ہے کہ روزے رکھو۔ شرعی عذر کے بغیر روزہ نہ چھوڑو۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر روزہ رکھ کر شرعی عذر کے بغیر جان بوجھ کر روزہ توڑ دیا تو کفارہ فرض ہوگا۔

۳۔ کوئی بھی روزہ کسی دن رکھ رہے ہو، اگر اس کو توڑ دو تو صرف اس کی قضا کرنی ہوگی یعنی بدلہ کا روزہ رکھنا پڑے گا۔ لیکن ماہ رمضان المبارک کی یہ تعظیم ہے کہ رمضان شریف میں روزہ رکھ کر عذر شرعی کے بغیر روزہ توڑ دو تو قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہوگا۔

۴۔ رمضان کا قضا روزہ کسی دن رکھ رہے ہو اور اس کو توڑ دو تو روزہ رمضان ہی کا ہے مگر چونکہ رمضان نہیں ہے تو اس کی صرف قضا ہوگی

Scanned by CamScanner

کفارہ نہیں ہوگا

۵۔ البتہ ایک قانونی بات ہے کہ اگر کسی نے ایک ہی رمضان میں چندبار یہ گناہ کیا کہ روزے رکھ کر توڑ ڈالے تو ان سب کا ایک ہی کفارہ واجب ہوگا۔ چند کفارے واجب نہیں ہوں گے۔

۶۔ کسی بھی دن روزہ شروع کرنے کے بعد توڑ دیا یا روزہ ٹوٹ جائے تو اس کے بعد کھانا پینا وغیرہ جائز ہو جاتا ہے روزہ دار جیسا بنا رہنا ضروری نہیں ہوتا لیکن رمضان شریف کے ادب و تعظیم کی بنا پر یہ حکم ہے کہ اگر رمضان شریف کے مہینہ میں کسی کا روزہ ٹوٹ جائے تو اس پر لازم ہے کہ شام تک کھانے پینے وغیرہ سے رکا رہے اور روزہ دار جیسا بنا رہے۔ اسی طرح اگر وہ عذر جس کی بنا پر روزہ نہ رکھنے کی اجازت تھی۔ مثلاً سفر یا وہ عذر جس کی بنا پر روزہ صحیح نہیں ہو سکتا جیسے حیض یا نفاس، اگر وہ رفع ہو جائے مثلاً مسافر دن میں اپنے گھر آجائے، یا نابالغ لڑکا بالغ ہو جائے، یا حیض و نفاس والی عورت پاک ہو جائے، یا مجنوں تندرست ہو جائے تو ان لوگوں پر بھی باقی دن میں شام تک روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے

تفسیر: کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے لیکن اب وہ غلام[1] نہیں رہے جن کو شریعت غلام قرار دیتی ہے۔ پس اب صرف دو صورتوں سے

---

[1] جہاں بردہ فروشی ہوتی ہے وہاں عموماً یہی ہوتا ہے کہ یتیم لاوارث بچوں کو اغوا کرکے اپنے قبضہ میں کر لیتے ہیں۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ بے حیا شوہر اپنی بیویوں کو بیچ دیتے ہیں۔ شریعت نے ان کو غلام نہیں قرار دیا۔ یہ آزاد ہیں۔ ان کی خرید و فروخت بدترین جرم ہے۔ (معاذ اللہ)

کفارہ دیا جا سکتا ہے۔ اوّل یہ کہ دو مہینے کے لگاتار روزے رکھے۔ دوسرے یہ کہ اگر لگاتار دو مہینے کے روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔

۲۔ کھانا کھلانے کے بجائے خوراک یا قیمت بھی دی جا سکتی ہے۔ مگر اس طرح کہ دو وقت کھانے کے عوض فی آدمی پونے دو سیر گیہوں یا پونے دو سیر گیہوں کی قیمت دی جائے۔

۳۔ سیر سے اسّی تولہ کا سیر مراد ہے۔

۴۔ پونے دو سیر گیہوں کی جو قیمت ہوتی ہے۔ یہ بھی جائز ہے کہ اس قیمت کے چاول۔ باجرا یا جوار دے دی جائے[1]۔

۵۔ یہ بھی جائز ہے کہ کسی ایک مسکین کو ساٹھ دن تک دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیا جائے۔ یا خشک کھانا یعنی پونے دو سیر گیہوں ساٹھ دن تک روزانہ دے دیئے جائیں۔ لیکن یہ جائز نہیں کہ کسی ایک مسکین کو ایک دن میں ایک دن سے زیادہ کا غلّہ یا اس کی قیمت دے دی جائے۔ یا مثلاً ساٹھ مسکینوں کا غلّہ دو من پچیس سیر گیہوں ایک دن میں ایک مسکین کو دے دیا گیا تو صرف ایک دن کا صحیح ہوگا۔ ایک دن کی مقدار سے جس قدر زیادہ دیا ہے وہ کفارہ میں شمار نہیں ہوگا۔

---

[1] لیکن اگر جو دینا چاہے تو ساڑھے تین سیر جو دینے ہوں گے۔ اگر پونے دو سیر گیہوں کی قیمت کے جو دینا چاہے تو جائز نہیں کیونکہ حدیث شریف میں تصریح وارد ہو چکی کہ اگر جو یا کھجور دے تو پورا صاع (جو ساڑھے تین سیر کے برابر ہوتا ہے) دینا ہوگا لان القیمۃ انما تعتبر فی غیر المنصوص علیہ ردالمحتار تحت قول صاحب الدر وصاع تمر او شعیر ولو ردیئا الخ صفحہ ۲ مطبوعہ مصر)

۶۔ اسی طرح یہ بھی جائز نہیں ہے کہ ایک مسکین کو پونے دو سیر گیہوں یعنی ایک دن کے غلّہ کی مقدار سے کم غلّہ یا اس کی قیمت دی جائے[1]

سوالات

۱۔ فرض معین اور فرض غیر معین کا مطلب بتاؤ اور مثالیں پیش کرو۔

۲۔ نذر غیر معین سے کیا مراد ہے اور اس کی مثال کیا ہے۔

۳۔ قضا کا مطلب اور اس کی چند مثالیں بتاؤ۔

۴۔ کیا قضا روزے لگاتار رکھنے ہوں گے؟

۵۔ اگر پہلے رمضان کے قضا روزے نہیں رکھے تھے کہ دوسرا رمضان آگیا، تو اس کو کیا کرنا ہوگا۔

۶۔ کفارہ کی تفسیر کرو۔

۷۔ کچھ ایسی باتیں بتاؤ جو احترام رمضان کی بنا پر لازم ہوتی ہیں۔

۸۔ کفارہ کے سلسلہ میں ایک مسکین کو کتنا دینا ہوگا۔

۹۔ کفارہ کی پوری رقم صرف ایک مسکین کو ایک دن میں دے سکتے ہیں یا نہیں۔

۱۰۔ اگر کفارہ کی پوری رقم ایک مسکین کو دینا چاہیں تو اس کی کیا صورت ہو سکتی ہے

۱۱۔ نفل روزے کی قضا کا کیا حکم ہے۔ وہ نفل ہے یا واجب۔

---

[1] پس اگر نقد دینا ہو تو ایک مسکین کو پونے دو سیر گیہوں کی پوری قیمت دے۔ آدھی قیمت ایک کو دیدے اور آدھی دوسرے کو یہ جائز نہیں ہے۔

Scanned by CamScanner

روزے کی نیت۔ وقت اور طریقہ

۱۔ نیت قصد اور ارادہ کرنے کو کہتے ہیں۔ دل سے ارادہ کر لینا کافی ہے زبان سے کہہ لے تو بہتر ہے۔ نہ کہنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔

۲۔ نیت یعنی روزہ رکھنے کا ارادہ کرنا شرط ہے پس اگر ایسی صورت ہو گئی کہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک نہ کچھ کھایا پیا۔ نہ کوئی ایسا فعل کیا جو روزے کے خلاف ہو۔ مگر روزہ کا ارادہ بھی نہیں کیا تھا تو اس کو روزہ نہیں مانا جائے گا۔

۳۔ نیت کس طرح کرے رمضان شریف۔ نذر معین سنت اور نفل روزوں میں صرف روزے کا ارادہ کر لینا کافی ہے پس اگر رمضان شریف میں یا نذر معین کے دن صرف روزے کا ارادہ کر لے تو نفل نہیں بلکہ رمضان میں رمضان شریف کا اور نذر معین کے دن اس نذر کا روزہ ہوگا اور باقی دنوں میں سنت یا نفل کا روزہ ہو جائے گا۔ البتہ نذر غیر معین اور کفاروں اور قضاء رمضان کی نیت میں خاص ان روزوں کا قصد کرنا ضروری ہے۔

۴۔ وقت رمضان شریف اور نذر معین اور سنت اور نفل روزوں کی نیت رات سے کر لے۔ یا صبح کو آدھے دن سے پہلے پہلے کر لے۔ جائز ہے مگر قضاء رمضان اور کفارے اور نذر غیر معین کی نیت صبح صادق سے پہلے کر لینی ضروری ہے۔

۵۔ دن سے مراد شرعی دن ہے جو صبح صادق سے غروب آفتاب تک ہوتا ہے۔ مثلاً اگر چار بجے صبح صادق ہو اور چھ بجے آفتاب

Scanned by CamScanner

غروب ہو۔ تو شرعی دن چودہ گھنٹے کا ہوا۔ اور آدھا دن گیارہ بجے ہوا تو گیارہ بجے سے پہلے نیت کر لینی ضروری ہے۔

روزے کے مستحبات

روزے کے مستحبات یہ ہیں (۱) سحری کھانا (۲) رات سے نیت کرنا (۳) سحری آخری وقت میں کھانا بشرطیکہ یقینی طور پر صبح صادق سے پہلے فارغ ہو جائے۔ (۴) جیسے ہی اس کا یقین ہو جائے کہ آفتاب غروب ہو گیا[۱]۔ فوراً افطار کر لینا[۲] (۵) زبان کو ہر لایعنی بات سے روکے رکھنا۔ اسی طرح آنکھ۔ کان اور ہاتھ پاؤں کی نگرانی رکھنا کہ کوئی ممنوع بات سرزد نہ ہو۔ دل کو برے جذبات سے اور دماغ کو برے خیالات سے پاک رکھنا (۶) چھوارے یا کھجور سے اور یہ نہ ہو تو پانی سے افطار کرنا۔

سحری

تعریف	آخر رات میں صبح صادق سے پہلے کچھ کھانے پینے کو سحری کہتے ہیں۔
وقت	رات کا آخری حصہ (صبح صادق سے پہلے پہلے) اس کا وقت ہے۔
حیثیت	سحری کھانا سنت ہے۔ اس کا بہت ثواب ہے۔ بھوک نہ ہو تو ایک دو لقمے ہی کھا لینے چاہئیں۔

---

[۱] یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ غروب کا جو وقت ہے وہی افطار کا وقت ہے۔ ایسے ہی طلوع صبح صادق کا جو وقت ہو وہی ختم سحر کا وقت ہو گا۔ ایسا ہرگز نہ سمجھنا چاہئے کہ افطار کا وقت غروب آفتاب سے چند منٹ بعد ہوتا ہے یا سحر کا وقت طلوع صبح صادق سے چند منٹ پہلے ختم ہو جاتا ہے۔ ایسا سمجھنا حکم شریعت کی تحریف ہے [۲] احتیاط وغیرہ کے بہانہ سے تاخیر نہ کرنا۔

Scanned by CamScanner

مکروہ اور مباح

روزے کے مکروہات روزے میں یہ باتیں مکروہ ہیں:-

(۱) گوند چبانا یا کوئی اور چیز منہ میں ڈالے رکھنا (۲) کوئلہ چبا کر یا منجن سے دانت مانجھنا (۳) کوئی چیز چکھنا۔ ہاں جس عورت کا خاوند سخت اور بد مزاج ہو اسے زبان کی نوک سے سالن کا مزا چکھ لینا جائز ہے (۴) آبدست کے وقت زیادہ پاؤں پھیلا کر بیٹھنا۔ اور کلی یا ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا۔ (۵) منہ میں بہت سا تھوک جمع کر کے نگلنا۔ (۶) غیبت کرنا۔ جھوٹ بولنا۔ گالی گلوچ کرنا۔ (۷) بے قراری اور گھبراہٹ ظاہر کرنا۔ نہانے کی حاجت ہو جائے تو غسل کو قصداً صبح صادق کے بعد تک مؤخر کرنا۔

مباح کام روزے میں یہ باتیں مباح ہیں ان سے روزہ مکروہ نہیں ہوتا۔ (۱) سرمہ لگانا (۲) بدن پر تیل ملنا یا سر میں تیل ڈالنا (۳) ٹھنڈک کے لئے غسل کرنا (۴) مسواک کرنا اگرچہ تازی جڑ یا تر شاخ کی ہو (۵) خوشبو لگانا یا سونگھنا (۶) اپنا تھوک نگل لینا (۷) اگر بھولے سے کچھ کھا لیا یا پی لیا (۸) یا خود بخود بلا قصد قے ہو گئی (۹) یا بلا ارادہ مکھی یا دھواں حلق سے اتر گیا تو یہ بھی مباح میں داخل ہے۔ ان سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مفسدات صوم اور ان کی قسمیں

تشریح "صوم" روزہ کو کہتے ہیں "مفسدِ صوم" ایسی بات جس سے روزہ

ٹوٹ جائے۔ اور "مفسدات" "مفسد" کی جمع ہے۔

"مفسداتِ صوم" کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جن سے صرف قضا واجب ہوتی ہے۔ دوسری وہ جن سے قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں۔

(۱) **مفسداتِ صوم کی پہلی قسم** | جن سے صرف قضا واجب ہوتی ہے وہ یہ ہیں۔ (۱) کسی نے زبردستی روزہ دار کے منھ میں کوئی چیز ڈال دی اور وہ حلق سے اتر گئی (۲) روزہ یاد تھا اور کلی کرتے وقت بلا ارادہ حلق میں پانی اتر گیا (۳) قے آئی اور قصداً حلق میں لوٹا لی (۴) قصداً منھ بھر کر قے کر ڈالی (۵) کنکری یا پتھر کا ٹکڑا۔ یا گٹھلی۔ یا مٹی۔ یا کاغذ کا ٹکڑا قصداً نگل لیا (۶) دانتوں میں رہی ہوئی چیز کو زبان سے نکال کر نگل گیا۔ جب کہ وہ چنے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو۔ لیکن اگر منھ سے باہر نکال کر پھر نگل گیا تو چاہے چنے سے کم ہو یا زیادہ۔ روزہ ٹوٹ گیا (۷) کان میں تیل ڈالا (۸) ناس لیا (۹) دانتوں میں سے نکلے ہوئے خون کو نگل لیا۔ جب کہ خون تھوک پر غالب ہو (۱۰) بھولے سے کچھ کھا پی لیا۔ پھر یہ سمجھ کر کہ روزہ ٹوٹ گیا۔ قصداً کچھ کھا پی لیا۔ (۱۱) یہ سمجھ کر کہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی۔ سحری کھالی۔ پھر معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی۔ (۱۲) رمضان شریف کے سوا اور دنوں میں کوئی روزہ توڑ ڈالا (۱۳) آسمان پر ابر یا غبار تھا۔ یہ سمجھ کر کہ آفتاب غروب ہو گیا روزہ افطار کر لیا۔ حالانکہ ابھی دن باقی تھا۔ ان سب صورتوں میں صرف ان روزوں کی قضا رکھنی پڑے گی جو ٹوٹ گئے۔ کفارہ واجب نہیں ہو گا۔

۲۔ **دوسری قسم** | وہ مفسداتِ صوم جن سے قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں۔

ع؎ چنے سے کم ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

رمضان شریف کے مہینہ میں روزہ رکھ کر :۔

(۱) ایسی چیز جو غذا یا دوا۔ یا لذت کے طور پر استعمال کی جاتی ہے قصداً کھا پی لی۔

(۲) قصداً صحبت کر لی۔

(۳) فصد کھلوائی۔ یا سُرمہ لگایا۔ پھر یہ سمجھ کر کہ روزہ ٹوٹ گیا۔ قصداً کھا پی لیا۔ تو ان صورتوں میں قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں

سوالات

۱۔ نیت کا مطلب کیا ہے ۔ اور نیت کا زبان سے ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں ۔

۲۔ کیا نیت کے بغیر روزہ ہو سکتا ہے ؟۔

۳۔ نذر معین ۔ روزہ رمضان شریف ۔ اور نفل اور مسنون روزوں کی نیت کس وقت تک کی جا سکتی ہے

۴۔ شرعی دن کی توضیح کرو ۔ اس کا نصف کس وقت ہوتا ہے ۔

۵۔ سحری کا مستحب وقت بتائیے ۔

۶۔ مفسد کا مطلب بتائیے

۷۔ کفارہ کن صورتوں میں لازم ہوتا ہے ۔

- ؞ - ؞ ؞ - ؞ - ؞ -

Scanned by CamScanner

فدیہ اور مقدارِ فدیہ

فدیہ اگر قضا روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو تو فدیہ ادا کرنا ضروری ہوگا یعنی (۱) اگر اتنا بوڑھا ہو گیا ہے کہ روزہ نہیں رکھ سکتا۔ اور یہ امید بھی نہیں رہی کہ آیندہ طاقت آجائے گی۔

۲۔ یا ایسا بیمار ہو گیا کہ صحت کی امید جاتی رہی

تو ان صورتوں میں روزوں کا فدیہ ادا کیا جائے۔

مقدار فدیہ ہر روزے کے بدلے پونے دو سیر گیہوں یا ساڑھے تین سیر جو۔ یا ان میں سے کسی کی قیمت۔ یا ان کی قیمت کے برابر کوئی اور غلہ مثلاً چاول، باجرہ، جوار وغیرہ۔

نمازوں کا فدیہ ہر فرض اور واجب نماز کے فدیہ کی بھی یہی مقدار ہے مگر نماز جب تک سر کے اشارے سے بھی پڑھ سکتا ہو اس وقت تک تو اشارہ سے نماز ادا کرنا فرض ہے۔ اور جب اشارہ بھی نہ کر سکے اور اسی حال میں انتقال ہو جائے یا چھ نمازوں کا وقت گزر جائے تو اس حالت کی نماز فرض نہیں۔ پس نماز کا فدیہ دینے کی یہی صورت ہے کہ اگر نماز پڑھنے کی طاقت ہونے کے زمانہ کی نمازیں قضا ہو گئیں اور بغیر ادا کئے انتقال ہو گیا تو ان نمازوں کا فدیہ دیا جا سکتا ہے۔

Scanned by CamScanner

فدیہ کب واجب ہوگا

(۱) مرنے والے نے روزوں یا نمازوں کا فدیہ ادا کرنے کی وصیت کردی تو اگر اس کے ترکہ کے ایک تہائی میں اتنی گنجائش ہے کہ یہ فدیہ ادا کیا جاسکے تو وارثوں پر واجب ہوگا کہ وہ پہلے وصیت پوری کریں اس کے بعد ترکہ تقسیم کریں۔

(۲) اور اگر اس کا ترکہ کچھ نہیں۔ یا ترکے کی ایک تہائی میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ فدیہ ادا ہوسکے تو وارثوں پر وصیت کا پورا کرنا واجب نہیں ہے۔ البتہ اگر وہ اپنی طرف سے یہ وصیت پوری کردیں تو یہ ان وارثوں کی سعادت مندی اور حق شناسی ہوگی۔

(۳) ترکہ کے ایک تہائی میں فدیہ ادا کرنے کی گنجائش تھی۔ مگر مرنے والے نے فدیہ کی وصیت ہی نہیں کی۔ تب بھی فدیہ ادا کرنا وارثوں پر واجب نہیں ہے۔ اگر وہ فدیہ دے دیں تو یہ ان کی سعادت ہے۔

(۴) اگر مرنے والے کی طرف سے کوئی وارث روزے رکھ لے تو یہ فدیہ نہیں ہوں گے یعنی مرنے والے کے ذمہ سے روزے نہ اتریں گے۔

سوالات

۱۔ یہ کب سمجھا جائے گا کہ قضا روزہ رکھنے سے بھی عاجز ہوگیا ہے

۲۔ روزے کا فدیہ کیا ہے

۳۔ ایک نماز کا فدیہ کیا ہے اور دن بھر کی نمازوں کا فدیہ کیا ہوگا۔

۴۔ جو نمازیں ایسی حالت میں قضا ہوئیں کہ اشارہ کی طاقت بھی نہیں تھی اُن کا فدیہ ادا کرنا ہوگا یا نہیں

۵۔ چھ نمازیں اس حالت میں قضا ہوگئیں کہ اشارہ کی طاقت بھی نہیں تھی پھر اس میں طاقت آگئی اور دو نمازیں اس حالت میں قضا ہوئیں کہ اشارہ کی طاقت تھی اور اس کا انتقال ہوگیا تو فدیہ کتنی نمازوں کا دیا جائے گا۔

۶۔ وارثوں پر نماز یا روزہ کا فدیہ ادا کرنا کب واجب ہوتا ہے

۷۔ کوئی شخص روزہ رکھ لے یا میت کی طرف سے نماز پڑھ لے تو اس سے فدیہ ادا ہوگا یا نہیں۔

Scanned by CamScanner

چاند اور اس کی گواہی

۱۔ مستحب یہ ہے کہ رجب کی انتیسویں تاریخ کو مطلع پر چاند تلاش کریں۔ تاکہ شعبان کی انتیسویں تاریخ کا حساب ٹھیک ٹھیک معلوم رہے۔

۲۔ جب شعبان کی انتیسویں ہو تو واجب ہے کہ چاند دیکھنے کی کوشش کرو اور پوری طرح مطلع پر نظر جما کر چاند تلاش کرو۔

۳۔ ۲۹ شعبان کو مطلع صاف تھا۔ چاند دیکھنے کی کوشش کی گئی۔ مگر چاند نظر نہیں آیا تو صبح کو روزہ نہ رکھو۔ یہی حکم ہے۔ ہاں اگر مطلع صاف نہیں تھا۔ ابر یا گرد و غبار تھا تو صبح کو دس گیارہ بجے تک کچھ کھانا پینا نہیں چاہئے اگر اس وقت تک کہیں سے چاند دیکھنے کی خبر معتبر طریقے سے آجائے تو روزے کی نیت کر لو۔ اگر نہیں آئی تو اب کھا پی لو۔

۴۔ انتیس شعبان کو چاند نہ ہونے کی صورت میں صبح کے روزے کی اس طرح نیت کرنا کہ چاند ہو گیا تو رمضان کا روزہ ہو گا، نہیں تو نفل کا ہو جائے گا مکروہ ہے۔

شہادت یا گواہی

چاند دیکھنے کی شہادت پر بھی رمضان یا عید کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ مگر ضروری ہے کہ گواہی دینے والا بظاہر دین دار، پرہیزگار۔ سچا مسلمان ہو۔ پس اگر مطلع صاف نہ ہو، ابر یا غبار وغیرہ ہو تو

(۱) رمضان شریف کے چاند کے لئے ایک کی گواہی کافی ہے چاہے مرد ہو یا عورت ۔ شرط یہ ہے کہ وہ دین دار ہو ۔ آزاد ہو یا غلام

(۲) عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے لئے دو پرہیزگار سچے ، دو مرد یا اسی طرح کے ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی شرط ہے ۔

(۳) جس شخص کا فاسق ہونا ظاہر نہیں ہے اور ظاہر میں وہ دین دار اور پرہیزگار معلوم ہوتا ہے اس کی گواہی بھی معتبر ہے ۔

(۴) اور اگر مطلع صاف ہو تو رمضان شریف اور دونوں عیدوں کے چاند کے لئے کم از کم اتنے آدمیوں کی گواہی ضروری ہے کہ اتنے آدمیوں کے جھوٹ بولنے اور بناوٹی بات کہنے کا دل کو یقین نہ ہو سکے بلکہ ان کی گواہی سے دل میں چاند دیکھنے کا گمان غالب ہو جائے [۱]

کسی دوسرے مقام سے چاند دیکھنے کی خبر آئے اپنے یہاں چاند نہیں ہوا کسی دوسرے مقام سے چاند دیکھنے کی خبر آئی ۔ اور جو طریقے شریعت میں معتبر ہیں اُن طریقوں سے وہ خبر ثابت بھی ہو گئی تو اپنے یہاں بھی رمضان اسی دن سے مانا جائے گا اور روزہ کی قضا لازم ہو گی ۔

اگر چاند دیکھنے والے کی گواہی نہیں مانی گئی کسی شخص نے رمضان کا چاند دیکھا ، اس کی گواہی کسی وجہ سے قبول نہیں کی گئی تو اس دن کا روزہ مسلمانوں پر فرض نہیں ہوا ۔ مگر اس چاند دیکھنے والے پر

---

[۱] اس صورت میں کسی تعداد کی شرط نہیں ہے کہ دس بیس یا چالیس پچاس آدمی ہوں بلکہ اصل چیز دل کا یقین اور اطمینان ہے کہ دل کو یقین آ جائے کہ یہ خبر غلط نہیں ہے ایسا یقین کم تعداد سے بھی پیدا ہو سکتا ہے بشرطیکہ حالات اس قسم کے ہوں ورنہ بسا اوقات بڑی سے بڑی تعداد سے یقین نہیں پیدا ہوتا ۔

Scanned by CamScanner

واجب ہے کہ روزہ رکھے۔ یہ اگر روزہ نہیں رکھے گا تو گنہگار ہوگا اور اگر روزہ رکھ کر توڑ دے گا تو قضا لازم ہوگی۔ البتہ کفارہ واجب نہیں ہوگا[۵]۔ پھر اگر اس کے حساب سے تیس روزے پورے ہو جائیں اور عید کا چاند نظر نہ آئے تو یہ شخص تنہا عید نہیں کرے گا بلکہ روزہ رکھے گا جو اس کے حساب سے اکتیسواں روزہ ہوگا۔

سوالات

(۱) رمضان شریف کے چاند دیکھنے کا کیا حکم ہے۔ کب کوشش کرنی چاہیے۔

(۲) اگر ۲۹ شعبان کو چاند نہیں دیکھا گیا تو اگلے روز روزہ کا کیا حکم ہے۔ کس صورت میں نہ رکھنا چاہیے۔ کس صورت میں رکھنا چاہیے۔ نیت کس طرح کرنی چاہیے اور کس طرح نیت کرنا مکروہ ہے۔

(۳) اگر مطلع صاف نہ ہو تو رمضان کے لیے کتنے آدمیوں کی گواہی ضروری ہے، اور عید کے لیے کتنے آدمیوں کی

(۴) اگر مطلع صاف ہو تو کتنے آدمیوں کی شہادت معتبر ہوگی۔ کیا اس صورت میں رمضان اور عید کے چاند میں کچھ فرق ہے

(۵) کسی نے چاند دیکھا مگر اس کی گواہی نہیں مانی گئی تو اس پر روزہ واجب ہے یا نہیں۔ اگر وہ روزہ رکھ کر توڑ دے تو اس پر کفارہ ہوگا یا نہیں اور وہ عید کب کرے گا۔

---

[۵] کفارہ رمضان شریف میں روزہ توڑنے پر لازم ہوتا ہے۔ یہ دن رمضان کا نہیں مانا گیا۔

اعتکاف کی قسمیں اور احکام

تم پڑھ چکے ہو کہ عبادت کی نیت سے اللہ کے گھر (مسجد) میں ٹھیر جانے کو اعتکاف کہتے ہیں۔

مرد ایسی مسجد میں اعتکاف کریں جہاں جماعت ہوتی ہو اور عورت اپنے گھر میں اس جگہ جہاں نماز پڑھتی ہو۔ اور اگر گھر میں نماز کی کوئی خاص جگہ مقرر نہ ہو تو اعتکاف شروع کرنے سے پہلے ایسی جگہ بنالے۔ اعتکاف کی نیت کر کے اسی جگہ ہر وقت رہا کرے۔ پاخانہ پیشاب کے علاوہ اور کسی کام کے لئے اس جگہ سے اٹھ کر مکان کے صحن یا کسی دوسرے حصہ میں نہ جائے۔

قسمیں

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:۔

(۱) واجب۔ نذر کا اعتکاف واجب ہے۔ مثلاً کسی نے منّت مانی کہ میں خدا کے واسطے تین روز کا اعتکاف کروں گا۔ یا اس طرح کہا کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو خدا کے واسطے دو روز کا اعتکاف کروں گا۔

(۲) سنّت موکّدہ۔ رمضان شریف کے عشرہ آخیرہ یعنی آخری دس روز کا اعتکاف سنتِ موکّدہ ہے۔ اس کی ابتدا بیسؔ رمضان کی شام یعنی غروب آفتاب کے وقت سے ہوتی ہے اور عید کا چاند دیکھتے ہی یہ اعتکاف ختم ہو جاتا ہے۔ چاند چاہے انتیس کا ہو یا تیس کا دونوں صورتوں میں سنت

Scanned by CamScanner

ادا ہو جائے گی۔

یہ اعتکاف "سنت مؤکدہ علی الکفایہ" ہے یعنی بعض لوگوں کے کرنے سے سب کے ذمہ سے ادا ہو جاتا ہے۔

(۳) مستحب۔ واجب اور سنتِ مؤکدہ کے علاوہ سب اعتکاف مستحب ہیں اور سال کے تمام دنوں میں اعتکاف جائز ہے۔

شرائط اعتکاف صحیح ہونے کی یہ شرطیں ہیں۔

(۱) مسلمان ہونا (۲) حدث اکبر اور حیض و نفاس سے پاک ہونا۔ (۳) عاقل ہونا (۴) نیت کرنا (۵) مسجد میں اعتکاف کرنا۔

یہ باتیں ہر قسم کے اعتکاف کے لئے شرط ہیں اور اعتکاف واجب کے لئے روزہ بھی شرط ہے۔

مستحبات اعتکاف میں یہ باتیں مستحب ہیں:۔

(۱) نیک اور اچھی باتیں (۲) قرآن شریف کی تلاوت کرنا (۳) درود شریف پڑھتے رہنا (۴) دینی علوم پڑھنا پڑھانا (۵) وعظ و نصیحت کرنا (۶) جامع مسجد میں اعتکاف کرنا۔

اعتکاف کے وقت (الف) اعتکاف واجب کے لئے چونکہ روزہ شرط ہے اس لئے اس کا وقت کم سے کم ایک دن ہے یعنی ایک دن سے کم مثلاً دو چار گھنٹہ کا یا رات کے اعتکاف کی منت ماننا صحیح نہیں

(ب) جو اعتکاف سنت مؤکدہ ہے اس کا وقت رمضان شریف کا عشرہ آخرہ ہے۔

(ج) نفل اعتکاف کے لئے وقت کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے۔ نفل اعتکاف دس پانچ منٹ کا بھی ہو سکتا ہے۔ اگر مسجد میں داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کر لیا کرے تو روزانہ بہت سے اعتکافوں کا ثواب مل جائے گا۔

مباحات اعتکاف | یعنی جو باتیں اعتکاف میں جائز ہیں۔

(۱) مسجد میں کھانا۔ پینا۔ سونا۔ ضرورت کی کوئی چیز خریدنا۔ بشرطیکہ وہ چیز مسجد کے اندر نہ ہو۔ نکاح کرنا۔

(۲) مندرجہ ذیل ضرورتوں کی بنا پر معتکف مسجد سے نکل سکتا ہے۔

(الف) پاخانہ یا پیشاب کی ضرورت (ب) غسل فرض کی ضرورت۔

(ج) نماز جمعہ کی ضرورت۔ مگر نماز جمعہ کے لئے زوال کے وقت مسجد سے نکلے۔ یا اتنی دیر[1] پہلے کہ جامع مسجد میں پہنچ کر خطبہ سے پہلے چار سنتیں پڑھ سکے۔

(د) اذان کہنے کے لئے اذان کی جگہ پر خارجِ مسجد جانا۔

(۳) پاخانہ پیشاب کے لئے اپنے مکان تک جا سکتا ہے۔ خواہ وہ کتنی ہی دور ہو۔ ہاں اگر اس کے دو مکان ہیں۔ ایک اعتکاف کی جگہ سے قریب ہے اور دوسرا دور ہے تو قریب والے میں قضا حاجت کرنا ضروری ہے۔

(۴) اگر اعتکاف کی نیت کرتے وقت یہ نیت کر لی تھی کہ نماز جنازہ کے لئے جاؤں گا تو نماز جنازہ کے لئے جانا بھی جائز ہے۔ اگر نیت نہیں کی تھی تو جائز نہیں ہے۔

---

[1] اگر جامع مسجد دور ہے اور وہاں نماز جمعہ بھی اول وقت ہوتی ہے۔ یہ اگر زوال کے بعد روانہ ہو تو نماز جمعہ میں شریک نہیں ہو سکتا تو اپنی مسجد سے زوال سے پہلے بھی روانہ ہو سکتا ہے مگر ایسے وقت روانہ ہو کہ جامع مسجد میں خطبہ سے صرف اتنی دیر پہلے پہنچے کہ چار سنتیں پڑھ سکے۔

Scanned by CamScanner

مکروہات اعتکاف اعتکاف میں یہ باتیں مکروہ ہیں :۔

(۱) بالکل خاموشی اختیار کرنا اور اسے عبادت سمجھنا (۲) بکری کا سامان مسجد میں لا کر خریدنا یا بیچنا۔ (۳) لڑائی جھگڑا یا بیہودہ باتیں کرنا۔

مفسدات اعتکاف مندرجہ ذیل باتوں سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔

(۱) بلا عذر قصداً یا سہواً مسجد سے باہر نکلنا۔ (۲) صحبت کرنا۔ (۳) کسی عذر سے باہر نکل کر ضرورت سے زیادہ ٹھہرنا۔ جیسے پاخانہ کے لئے گیا تھا۔ پاخانہ سے فارغ ہو کر گھر میں کچھ دیر ٹھیر رہا۔ (۴) بیماری یا خوف کی وجہ سے مسجد سے نکلنا۔

اعتکاف کی قضا اعتکاف واجب اگر فاسد ہو جائے تو اس کی قضا واجب ہے۔ سنت یا نفل اعتکاف کی قضا واجب نہیں۔

سوالات

۱۔ اعتکاف کی کتنی قسمیں ہیں ہر ایک کی تفصیل بیان کرو اور اس کی مثال دو۔
۲۔ سنت موکّدہ علی الکفایہ کا مطلب بتاؤ۔
۳۔ اعتکاف کی شرطیں بیان کرو۔
۴۔ اعتکاف میں کیا کیا باتیں مستحب ہیں۔
۵۔ اعتکاف واجب کا وقت کیا ہے اور نفل کا وقت کیا ہے۔
۶۔ اعتکاف کرنے والا کن کن ضرورتوں کے لئے مسجد سے نکل سکتا ہے۔
۷۔ نماز جنازہ کے لئے معتکف مسجد سے کس صورت میں نکل سکتا ہے۔
۸۔ مکروہاتِ اعتکاف بیان کرو۔
۹۔ اعتکاف کن صورتوں میں فاسد ہو جاتا ہے اور اس کی قضا کب واجب ہوتی ہے۔

Scanned by CamScanner

نذر یعنی منّت ماننا

تم پڑھ چکے ہو۔ جس اعتکاف کی منّت مانی جائے وہ اعتکاف واجب ہوتا ہے۔ اب "منّت" جس کو عربی میں "نذر" کہتے ہیں۔ اس کے ضروری احکام یاد کرلو۔

منت صحیح ہونے کی شرطیں

سب سے پہلے تو یہ بات یاد رکھو کہ منت صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ:۔

(۱) منّت کسی عبادت کی ہو۔ یعنی جس کام کو اپنے اوپر لازم کر رہے ہو وہ ایسا کام ہو۔ جس کو شریعت میں عبادت قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً نماز، روزہ یا صدقہ۔ خیرات۔ یا حج۔

مثلاً یہ کہے کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں دو رکعت نماز پڑھوں گا۔ یا روزہ رکھوں گا یا اتنے مسکینوں کو کھانا کھلاؤں گا یا ہزار روپیہ صدقہ کروں گا۔ اور اگر یہ منّت مانی کہ فلاں کام ہوگیا تو میں ایک دن خاموش رہوں گا۔ یہ منّت نہیں کیونکہ خاموش رہنا شریعت میں عبادت نہیں قرار دیا گیا۔

(۲) جس چیز کی منّت مانی ہے وہ اس کی قدرت سے باہر نہ ہو۔ ورنہ منّت صحیح نہیں ہوگی، جیسے کوئی شخص کہے کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو فلاں شخص کی دوکان کا مال خیرات کروں گا۔ یہ منّت صحیح نہیں، کسی غیر کی دوکان کا

مال نہ اس وقت اس کی ملکیت اور قدرت میں ہے اور نہ یہ ضروری ہے کہ وہ اس کی ملکیت میں آجائے وہ اس کی قدرت سے باہر ہے۔

(۳) جس چیز کی منت مانی جائے اگر وہ خلاف شرع ہے تو اس کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ واجب ہے کہ اس کو پورا نہ کرے کیونکہ اس کا پورا کرنا خلاف شرع کام کرنا ہوگا جو خود ممنوع اور حرام ہے اور حرام سے بچنا واجب ہے۔

(۴) صرف منت مان لینے سے منت کا پورا کرنا ضروری نہیں ہوتا، بلکہ اس کو پورا کرنا اس وقت واجب ہوتا ہے جب اس کی شرطیں پائی جائیں۔ مثلاً منت مانی کہ میں امتحان میں نمبر اول آیا تو ایک روزہ رکھوں گا، تو اگر آپ نمبر اول آئے تو تو منت کا روزہ رکھنا واجب ہوگیا اور اگر نمبر اول نہیں آئے تو روزہ رکھنا واجب نہیں ہوا۔ یوں رکھ لو تو ثواب ملے گا کیونکہ روزہ خود ثواب کا کام ہے۔

(۵) خدا تعالےٰ کے سوا کسی اور کی منت ماننا حرام ہے۔ کیونکہ منت ایک طرح کی عبادت ہے اور عبادت صرف اللہ کی ہوتی ہے۔ صرف وہی اس کا مستحق ہے۔ اس کے سوا نہ کسی پیر یا ولی کی عبادت ہوسکتی ہے نہ کسی نبی، رسول یا فرشتہ کی۔

سوالات

(۱) منت میں جس کام کو اپنے اوپر لازم کیا جارہا ہے وہ کیسا ہونا چاہیئے۔

(۲) جس چیز کو شریعت نے عبادت نہیں قرار دیا کیا اس کی منت مانی جاسکتی ہے

(۳) وہ صورت بتاؤ جس صورت میں منت کا پورا نہ کرنا واجب ہوتا ہے اور اس کی وجہ بھی بتادو۔

(۴) منت کا پورا کرنا کب واجب ہوتا ہے۔

(۵) اگر منت مانی کہ اس کا فلاں کام ہوگیا تو وہ مسجد کا گھنٹہ خیرات کردے گا تو یہ منت ہوئی یا نہیں۔

Scanned by CamScanner

زکوٰۃ

تم خدا کے فضل سے نمازی ہو۔ جماعت سے نماز ادا کرتے ہو۔ نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے اس کا ترجمہ اور مطلب بھی سمجھ لیتے ہو۔ تم پوری طرح سمجھ چکے ہو کہ نماز اللہ کی یاد کا ایک طریقہ ہے جس میں بندہ اپنے رب کی بارگاہ میں زیادہ سے زیادہ عاجزی اور نیازمندی پیش کرتا ہے، اپنے دکھ درد کی فریاد کرتا ہے، اور جماعت میں شریک ہو کر جماعتی نظم، اتحاد، اتفاق اور مساوات کا سبق لیتا ہے اور تمام دنیا کے لئے نمونہ پیش کرتا ہے۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا، نہ کوئی بندہ نواز

خدا کے فضل سے تم روزوں کے بھی عادی ہو۔ دن بھر بھوکے پیاسے رہ کر ثابت کرتے ہو کہ ہمارا کھانا پینا اور ہمارے دل کی چاہ "حکم رب" کے تابع ہے۔ اس نے اجازت دی تو ہم نے کھایا پیا۔ دل کی چاہ پوری کی۔ اُس نے منع کر دیا تو ہم رک گئے۔ اُس سے اپنے اوپر قابو پانے کی مشق بھی ہوتی ہے اور بھوکے پیاسے ضرورت مندوں کے دکھ درد کا احساس بھی بیدار[1] ہوتا ہے جس سے خلق خدا کے ساتھ ہمدردی بڑھتی ہے۔ لیکن تمھارا ایمان یہ بھی ہے کہ جس

---

[1] بیدار ہوتا ہے یعنی جاگتا ہے۔

طرح ہماری جان خدا کی دی ہوئی ہے۔ جب اس نے چاہا ہمیں پیدا کیا۔ گوشت کے لوتھڑے میں جان ڈالی۔ جب چاہے گا یہ بخشی ہوئی جان لے لے گا۔ اسی طرح ہمارا مال بھی خدا کا دیا ہوا ہے۔ ہماری جس کوشش کو چاہتا ہے وہ کامیاب کر دیتا ہے جس سے ہمارے ہاتھ کھل جاتے ہیں۔ جیب بھر جاتی ہے۔ گھر میں رونق آجاتی ہے۔ اور جب چاہتا ہے اپنی دی ہوئی دولت سمیٹ لیتا ہے۔ چنانچہ فارسی کا یہ شعر جو عام طور پر زبانوں پر ہوتا ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے

در حقیقت مالک ہر شے خداست   ایں امانت چند روزہ نزد ماست

یعنی درحقیقت ہر ایک چیز کا مالک اللہ تعالےٰ ہے جو کچھ ہمارے پاس ہے اللہ کی دی ہوئی چند روزہ امانت ہے۔

اچھا جب یہ سب مال و دولت، اللہ تعالیٰ کی عطاء اور اس کی دی ہوئی نعمت ہے تو انصاف کی بات تو یہ ہے کہ حصّہ رسدی تمھارے پاس رہے باقی سب اللہ کی مخلوق پر خرچ ہو۔

دیکھو۔ دریا کا پانی نالی کے راستہ سے تمھارے کھیت میں پہنچتا ہے یہ نالی حصّہ رسدی یا اس سے کچھ زیادہ خود چوس لیتی ہے۔ باقی سارا پانی جوں کا توں کھیتوں اور باغوں کو پہنچا دیتی ہے۔ جو تشنہ اب ضرورت مند ہوتے ہیں۔ اسی طرح تم بھی اگر دولت ہو تو ایک چشمہ ہو۔ ایک نہر ہو۔ اپنی پیاس بھرا اپنے پاس رکھو۔ باقی سب اللہ کی مخلوق پر صرف کردو، جس کی زندگی کا چمن مرجھا رہا ہے۔ کیونکہ یہ مخلوق "عیال اللہ" ہے۔ مالک کی دی ہوئی نعمت اس کی عیال پر صرف ہونی چاہئے۔ ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ کھیت سوکھ رہا ہو

اور تم چشمہ کے دہانے پر پتھر کی چٹان رکھ دو۔ یہ ایمان کی بات نہیں ہے بلکہ بہت بڑا ظلم ہے اور پرلے درجے کی سنگ دلی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَ الْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ الآیۃ

ترجمہ:۔ جو لوگ کنز کرتے ہیں (جوڑ جوڑ کر رکھتے ہیں) سونے اور چاندی کو اور راہ خدا میں اس کو خرچ نہیں کرتے ان کو سنا دو خبر دردناک عذاب کی، جس دن تایا جائے گا اس خزانہ کو نار جہنم میں پھر اس سے داغا جائے گا ان کی پیشانیوں اور پہلوؤں کو اور کہا جائے گا یہ ہے وہ جس کو تم نے اپنے لئے جمع کر کے اور جوڑ کر رکھا تھا پس چکھو اپنے جوڑے ہوئے کو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَیْسَ بِالْمُؤْمِنِ الَّذِیْ یَشْبَعُ وَجَارُہٗ جَائِعٌ[۱] (ترمذی شریف)

ایک دفعہ ایک شخص نے سوال کیا۔ یا رسول اللہ، ایمان کیا ہے۔ آپ نے فرمایا

اِفْشَاءُ السَّلَامِ وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ سلام کا رواج عام کرنا۔ کھانا کھلانا اور اس وقت نماز

وَالصَّلٰوۃُ وَالنَّاسُ نِیَامٌ پڑھنا کہ لوگ سو رہے ہوں (یعنی) تہجد کی نماز پڑھنا۔

مگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اس کا احسان ہے کہ اس نے یہ حکم نہیں دیا کہ تمہارے بچے تلے خرچ سے جو فاضل بچے وہ سب راہِ خدا میں خرچ کر دو۔ وجہ یہ ہے کہ جس خدائے ذوالجلال نے دین اسلام سے ہمیں نوازا وہ صرف حاکم ہی نہیں ہے بلکہ وہ رب اور پروردگار بھی ہے۔ وہ ہماری فطرت اور اس کی صلاحیتوں یا

---

[۱] وہ مسلمان نہیں جو خود پیٹ بھرے اور پڑوسی بھوکا رہے۔

Scanned by CamScanner

کمزوریوں سے واقف ہی نہیں ہے بلکہ وہ خالق اور صانع ہے جس نے انسان کو انسان بنایا۔ اس کی فطرت خاص طرح کی رکھی۔ اس میں خاص خاص صلاحیتیں پیدا کیں۔ وہ خوب جانتا ہے کہ دولت کی محبت انسانی فطرت ہے۔ یہی سبب ہے کہ انسان ہر طرح کی مصیبتیں جھیلتا ہے۔ راحت وآرام قربان کر دیتا ہے اور اپنی تمام صلاحیتیں اور قابلیتیں کام میں لاکر دولت حاصل کرتا ہے۔

وہ یہ بھی جانتا ہے کہ بال بچوں کی محبت تقاضائے فطرت ہے۔ انسان اپنے آپ سے زیادہ اپنی اولاد کی رفاہیت اور خوش حالی چاہتا ہے اس کی تمنا ہوتی ہے کہ جتنی ترقی اس نے کی ہے اس سے بڑھ چڑھ کر اس کی اولاد ترقی کرے۔ اس تمنا سے خود باپ کو کوئی فائدہ پہنچے یا نہ پہنچے البتہ ملک اور قوم کو ضرور فائدہ پہنچتا ہے۔ کیونکہ نوجوانوں کی ترقی ملک اور قوم کی ترقی ہوتی ہے اور اس طرح پورے عالم کی ترقی کا راستہ کھلتا ہے۔

وہ خالق اور رب۔ جس طرح غریبوں اور ضرورت مندوں کا پروردگار ہے۔ ایسے ہی وہ امیروں اور دولت مندوں کا بھی رب اور پروردگار ہے۔ جس طرح غریب اور کمزور انسان اس کی عیال ہیں، ایسے ہی دولت مند اور اُن کے اہل وعیال بھی اُس کی عیال ہیں۔

بیشک نہر، نالے اور چشمے، تمام پانی تقسیم کر دیتے ہیں۔ مگر ان کے جگر قدرتی طور پر کھیت کی زمین سے زیادہ تر رہتے ہیں۔ جو درخت نالی کی ڈول، نہر کی پٹری یا چشمہ کے آس پاس ہوتے ہیں وہ زیادہ سرسبز و شاداب رہتے ہیں۔

اسلام دینِ فطرت ہے۔ وہ غیر فطری باتوں کو حرام اور ناجائز قرار دے کر

Scanned by CamScanner

ختم کرتا ہے اس نے صرف چالیسواں حصہ تو ایسا رکھا کہ وہ اس دولت مند کا نہیں ہے بلکہ اللہ کا ہے۔ یہ حصہ اس کی ضرورت مند عیال پر صرف ہونا چاہئے۔ اس کو اگر تم اپنے صرف میں لاتے ہو تو ضرورت مند فقیروں کا حصہ غصب کرتے ہو، اس طرح اپنے تمام مال کو ناپاک کر لیتے ہو۔ کیوں کہ تمھاری پاک کمائی میں اگر غصب کا مال مل جائے تو ساری کمائی ناپاک ہو جاتی ہے۔

اس چالیسویں حصے کے علاوہ باقی ۳۹ حصے تمھارے ہیں۔ ان کو اپنے پاس جمع بھی رکھ سکتے ہو۔ کاروبار کو ترقی دیتے، جائداد اور املاک کو بڑھانے میں بھی صرف کر سکتے ہو، اپنی اولاد کے لئے بس انداز بھی کر سکتے ہو کہ وہ تمھارے پیچھے ضرورت مند محتاج نہ رہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اپنی اولاد کو دولت مند خوش حال چھوڑ دو یہ اس سے بہتر ہے کہ ان کو فقیر چھوڑ دو کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔

مگر یہ کبھی مت بھولو کہ اللہ تعالیٰ کا حق ان انتالیس حصوں پر بھی قائم ہے اگر جہاد عام جیسا معاملہ پیش آئے۔ یا قحط جیسی کوئی عام مصیبت افراد ملت کو گھیر لے۔ یا آنے والی نسل کی تعلیم کا مسئلہ پیش ہو یا مثلاً کسی ایسی تیاری کا مسئلہ پیش ہو کہ مقابلہ کے وقت آپ کی قوم دوسری قوموں سے پیچھے نہ رہے۔ ایسے تمام موقعوں پر خود آپ کا اپنا فرض ہے کہ زکوٰۃ کے علاوہ بھی اپنی دولت راہ خدا میں صرف کرو۔ کیونکہ اگر ایسا نہیں کرتے تو اپنی قوم اور ملک و ملت کی تباہی مول لیتے ہو اور خود اپنے ہاتھوں اپنی ہلاکت کا سامان کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

(سورہ بقرہ)

ترجمہ۔ اے ایمان والو خرچ کرو اللہ کی راہ میں اور نہ ڈالو اپنے آپ کو ہلاکت میں۔

غزوہ عسرۃ کا قصہ تم پڑھ چکے ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امداد کی اپیل فرمائی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تین سو اونٹ، دس ہزار دینار چار ہزار درہم پیش کئے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے یہاں جو کچھ تھا اس کا نصف لے آئے اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تو جو کچھ تھا سب ہی لا کر بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا۔ یہ ہے قومی اور ملی احساس جو ہر مسلمان میں ہونا چاہئے۔ جس کی بنا پر وہ خود آگے بڑھ کر اپنی دولت خرچ کرے۔ جتنے زیادہ ولولہ اور شوق سے دولت خرچ کریگا اتنا ہی زیادہ اجر و ثواب کا مستحق ہوگا۔ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ

جو لوگ اپنا مال راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں، ان کی مثال اس دانہ کی ہے جس میں سات خوشے نمودار ہوئے۔ ہر خوشے میں سو دانے۔ اور جتنا جس کو چاہتا ہے بڑھاتا ہے۔

بارہا ایسا ہوتا ہے کہ ملکی ضرورتوں کے لئے حکومتیں پبلک سے قرض لیا کرتی ہیں۔ دینی اور ملی ضرورتوں کے لئے جو رقم صرف کی جاتی ہے اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں وہ ہمارے اوپر قرض ہے ہم اس کا انعام بہت بڑھا چڑھا کر دیں گے

تعریف، حکم اور شرطیں

تعریف زکوٰۃ مال کے اس خاص حصے کو کہتے ہیں جس کو خدا کے حکم کے موافق فقیروں، مفلسوں اور ضرورت مندوں کو دے کر انھیں مالک بنا دیا جائے۔

حکم زکوٰۃ دینا فرض ہے۔ قرآن مجید کی آیتوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں سے اس کی فرضیت ثابت ہے، جو شخص زکوٰۃ فرض ہونے سے انکار کرے وہ کافر ہے۔

شرطیں مسلمان[۱]۔ آزاد[۲]۔ عاقل[۳]۔ بالغ ہونا[۴]۔ نصاب[۵] کا مالک ہونا۔ نصاب[۶] کا اپنی حاجتوں سے زیادہ اور قرض سے بچا ہوا ہونا اور مالک[۷] ہونے کے بعد نصاب پر ایک سال گزر جانا، یہ زکوٰۃ فرض ہونے کی شرطیں ہیں۔

پس کافر، غلام، مجنون اور نابالغ کے مال میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے اسی طرح جس کے پاس نصاب سے کم مال ہو یا مال تو نصاب کی برابر ہے لیکن وہ قرض دار بھی ہے یا مال سال بھر تک باقی نہیں رہا تو ان حالتوں میں بھی زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

مال زکوٰۃ اور نصاب

کس کس مال میں زکوٰۃ فرض ہے (۱) مال تجارت میں (۲) سونے اور چاندی میں (۳) سونے چاندی سے بنی ہوئی تمام چیزوں میں، جیسے اشرفی، روپے ۔ زیور ۔ گوٹہ ۔ ٹھپہ ۔ سونے چاندی کا آرائشی سامان یا سونے چاندی کے برتن ان سب میں زکوٰۃ فرض ہے ۔

سرکاری نوٹ سرکاری نوٹ ۔ رسید کی حیثیت رکھتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ جتنے کے نوٹ ہیں اتنی رقم آپ کی سرکاری بنک میں جمع ہے پس اگر یہ رقم بقدر نصاب ہے تو زکوٰۃ واجب ہوگی

جواہرات سچے موتی یا جواہرات پر زکوٰۃ فرض نہیں، چاہے کتنی ہی مالیت کے ہوں ۔ البتہ اگر تجارت کے لئے ہوں تو زکوٰۃ فرض ہے ۔

برتن اور مکانات وغیرہ تانبے وغیرہ کے برتن ۔ کپڑے ۔ مکان، دوکان، کارخانہ ۔ کتابیں ۔ آرائشی سامان (جو سونے چاندی کا نہ ہو) دستکاروں کے اوزار، خواہ کسی قیمت کے ہوں ۔ خواہ ان سے کرایہ آتا ہو، ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے ۔۔ البتہ اگر ان میں سے کوئی چیز بھی تجارت کی ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے

مال تجارت جو مال بیچنے اور نفع کمانے کے لئے ہو وہ مال تجارت ہے خواہ کسی قسم کا مال ہو یہاں تک کہ اینٹیں پتھر، مٹی کے برتن، گھانس پھونس ۔ اگر

اُن کی تجارت کی جاتی ہے تو ان پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔

نصاب کسے کہتے ہیں جن مالوں میں زکوٰۃ فرض ہے اُن کی شریعت نے خاص خاص مقدار مقرر کردی ہے۔ جب اتنی مقدار کسی کے پاس پوری ہوجائے تو زکوٰۃ فرض ہوجاتی ہے۔ پس نصاب۔ مال کی اس خاص مقدار کو کہتے ہیں جس پر شریعت نے زکوٰۃ فرض کی ہے۔

چاندی کا نصاب اور اس کی زکوٰۃ چاندی کا نصاب ۵۴ تولے ۲ ماشے بھر وزن[1] کی چاندی ہے (تولہ سے انگریزی روپے کا وزن مراد ہے) اور جب کہ زکوٰۃ میں چالیسواں حصّہ (۱/۴۰) دینا فرض ہوتا ہے تو ۵۴ تولہ دو ماشہ کی زکوٰۃ ایک تولہ چار ماشہ دو رتی چاندی ہوگی۔

سونے کا نصاب اور اس کی زکوٰۃ سونے کا نصاب۔ سات تولے ساڑھے آٹھ ماشے سونا ہوتا ہے۔ اس کی زکوٰۃ دو ماشے ڈھائی رتی سونا ہوا۔

تجارتی مال کا نصاب سونے چاندی سے تجارتی مال کی قیمت لگاؤ۔ اگر اس کی مالیت نصاب کی برابر یا اس سے زائد ہو تو چاندی یا سونے کا نصاب قائم کرکے اس کے حساب سے زکوٰۃ ادا کردو۔

---

[1] ہندوستانی وزنوں کے لحاظ سے ۵۲ تولہ، ۵۶ تولہ، ساڑھے چھپن تولہ۔ ستاون تولہ بھی نصاب بتایا گیا ہے۔ احتیاط یہی ہے کہ ۵۴ تولہ ۲ ماشہ نصاب مانا جائے۔ (جیساکہ تعلیم الاسلام میں بھی حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے۔)

Scanned by CamScanner

اصل کے بجائے قیمت (۱) اصل فرض تو یہ ہے کہ جس مال پر زکوٰۃ واجب ہوئی ہے اسی کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دو۔ مثلاً اگر غلّہ کی تجارت ہے تو تجارتی غلّہ کا جس قدر اسٹاک ہے اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دے دو۔ باقی یہ بھی جائز ہے اور ضرورت مندوں کی سہولت اگر اسی میں ہے تو یہی بہتر ہے کہ اس کی قیمت دے دو۔

(۲) اسی طرح اگر تمھارے پاس چاندی کے زیور یا برتن ہیں جن کا وزن مثلاً سو تولہ ہے تو فرض تو یہ ہے کہ ڈھائی تولہ چاندی دے دو۔ لیکن اگر ڈھائی تولہ چاندی کی قیمت کا کپڑا یا غلّہ خرید کر دے دو وہ بھی جائز ہے۔

(۳) اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد رکھو کہ آپ نے فرمایا کہ بہتر اور افضل وہ ہے جو ضرورت مند کی ضرورت کے مطابق ہو اور جس میں اس کا نفع زیادہ ہو مثلاً جو بھوکا ہے اس کو غلّہ دو ننگے کو کپڑا دو۔ اگر بھوکے ننگے کو کسی تاجر کتب نے کتابیں دے دیں تو اس کی زکوٰۃ تو ادا ہو جائے گی مگر ضرورت مند کی ضرورت پوری نہ ہو گی۔ وہ اپنی ضرورت پوری کرنا چاہے گا تو ان کتابوں کو آدھی تہائی قیمت پر بیچے گا۔ اس سے اس کا نقصان ہوگا۔

(۴) یہ بھی یاد رکھو کہ چاندی کی زکوٰۃ اگر چاندی سے ادا کی جائے گی تو قیمت کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ وزن کا اعتبار ہوگا۔ مثلاً کسی کے پاس خالص چاندی کے سو روپے ہیں۔ سال گزرنے کے بعد اُسے ڈھائی تولہ چاندی دینی چاہیے اب اسے اختیار ہے کہ وہ خالص چاندی کے دو روپے اور ایک خالص چاندی کی اٹھنی دیدے یا چاندی کا ٹکڑا ڈھائی تولہ کا دیدے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ لیکن

Scanned by CamScanner

اگر چاندی کا ٹکڑا ڈھائی تولہ کا قیمت میں دو روپے کا ہو تو دو روپے دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اور اگر ڈھائی تولہ خالص چاندی تین روپے کی ہو تو زکوٰۃ میں تین روپے دینے ہوں گے۔ ہاں اگر روپے بھی چاندی کے ہوں تو ڈھائی روپے یعنی دو روپے خالص چاندی کے اور ایک اٹھنی خالص چاندی کی زکوٰۃ میں دے دینی درست ہوگی۔

ادھورے نصاب

(۱) کسی کے پاس تھوڑی سی چاندی ہے اور تھوڑا سا سونا، دونوں میں سے نصاب کسی کا پورا نہیں ہے تو اس صورت میں سونے کی قیمت چاندی سے یا چاندی کی قیمت سونے سے لگا کر دیکھو کہ دونوں میں سے کسی کا نصاب پورا ہوتا ہے یا نہیں۔ اگر کسی کا نصاب پورا ہو جائے[1] تو اسی کی زکوٰۃ دو۔ اور دونوں میں سے کسی کا نصاب پورا نہ ہو تو زکوٰۃ فرض نہیں۔

(۲) اگر کسی کے پاس صرف تین چار تولہ سونا ہے۔ اس کی قیمت چاندی کے نصاب کی برابر یا اس سے زیادہ ہے۔ لیکن چاندی یا چاندی کی کوئی بھی چیز اس کے پاس نہیں ہے تو اس صورت میں اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

---

[1] مثلاً چالیس تولہ چاندی ہے اور دو ماشہ سونا جس کی قیمت دس تولہ چاندی ہوتی ہے۔ اس صورت میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ کیونکہ دونوں کی مجموعی قیمت پچاس تولہ چاندی ہوتی ہے جو نصاب سے کم ہے۔ ہاں اگر چالیس تولہ چاندی کے ساتھ تین ماشہ سونا ہو جس کی قیمت ۱۵ تولہ چاندی ہو تو زکوٰۃ فرض ہو جائے گی۔ کیونکہ چاندی کا نصاب (۵۲ تولہ ۲ ماشہ ہے جو پورا ہو گیا یا مثلاً سات تولہ سونا اور چالیس تولہ چاندی ہے جس کی قیمت ساڑھے آٹھ ماشہ سونا ہوتی ہے تو سونے کا نصاب، تولہ ساڑھے آٹھ ماشہ پورا ہو گیا۔ اس میں اختیار ہے کہ سونے کا چالیسواں حصہ یا اس کی قیمت دو یا، تولہ سونے کی بھی چاندی سے قیمت لگا لو اور جو مجموعی رقم چاندی کی ہوتی ہے اس کا چالیسواں حصہ دے دو۔

Scanned by CamScanner

(۳) کسی کے پاس کچھ تجارتی مال ہے۔ جو نصاب کی برابر نہیں ہے لیکن اس کے علاوہ کچھ سونا یا چاندی بھی اس کے پاس ہے تو اگر سب کے ملانے سے نصاب پورا ہو جاتا ہے تو اس مجموعہ پر زکوٰۃ واجب ہوگی ورنہ نہیں۔

زکوٰۃ کب ادا کی جائے

(۱) جب بقدر نصاب مال پر جو تمہاری ملک میں آیا ہے، چاند کے حساب سے سال پورا ہو جائے تو زکوٰۃ ادا کر دو۔ دیر لگانا اچھا نہیں ہے۔

(۲) بقدر نصاب مال کے مالک ہونے کے بعد اگر سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کر دو تو یہ بھی جائز ہے۔

نیت

جب زکوٰۃ کی رقم کسی کو دو۔ یا کم از کم جب زکوٰۃ کی رقم علیحدہ کر کے رکھو اس وقت یہ نیت کرنا ضروری ہے کہ یہ مال میں زکوٰۃ میں دیتا ہوں یا زکوٰۃ کے لئے علیحدہ کرتا ہوں۔ اگر زکوٰۃ کا خیال نہیں تھا اور کسی کو روپیہ دے دیا۔ دینے کے بعد اس کو زکوٰۃ کے حساب میں لگا لیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ اسی طرح کسی کو قرض دیا تھا۔ اب اس کو زکوٰۃ کے حساب میں لگا کر معاف کرنا چاہتے ہو تب بھی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ اگر ادائے قرض میں اس کی امداد کرنی ہے تو اس کی صورت یہ ہے کہ اتنی رقم اس کو زکوٰۃ کی نیت سے دے دو، پھر اس سے اپنے قرض میں یہ رقم وصول کر لو۔

کیا بتانا ضروری ہے

جس کو زکوٰۃ دی جائے اس کو یہ بتانا ضروری نہیں ہے کہ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے بلکہ اگر زکوٰۃ کی نیت کر کے کسی غریب کو انعام کے طور پر یا کسی مفلس کے بچوں کو عیدی کے نام سے

رقم دے دی جب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

پوری یا تھوڑی زکوٰۃ کب ساقط ہو جاتی ہے

(۱) سال گزرنے کے بعد بھی زکوٰۃ نہیں دی تھی کہ سارا مال ضائع ہو گیا یا سارا مال راہ خدا میں صرف کر دیا تو اس کی زکوٰۃ بھی ساقط ہو گئی۔

(۲) لیکن اگر سارا مال ضائع نہیں ہوا، تھوڑا مال ضائع ہوا۔ یا تھوڑا مال خیرات کیا۔ باقی، باقی ہے، تو جس قدر مال ضائع ہوا یا خیرات کیا اس کی زکوٰۃ ساقط ہو گئی۔ باقی مال کی زکوٰۃ ادا کرے۔

سوالات

۱۔ جواہرات میں زکوٰۃ کب فرض ہوتی ہے۔

۲۔ کارخانہ کی مشینوں وغیرہ پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں۔

۳۔ کسی کے پاس پچاس تولہ چاندی ہے اور دس تولہ گوٹہ اس کے یہاں کپڑوں پر لگا ہوا ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہو گی یا نہیں

۴۔ نصاب کی تعریف کرو۔ اور چاندی سونے کا نصاب بتاؤ۔

۵۔ اگر آپ تاجر پارچہ ہیں تو آپ پر زکوٰۃ کب واجب ہو گی۔ اور زکوٰۃ میں کیا دینا ہو گا کیا آپ قیمت بھی دے سکتے ہیں۔

۶۔ زکوٰۃ ساقط ہونے کی صورتیں بیان کرو۔

۷۔ نیت کب کی جائے اور کس طرح۔

Scanned by CamScanner

مصارفِ زکوٰۃ

تشریح | مصارف جمع مصرف کی ہے۔ جس شخص کو زکوٰۃ دینے کی اجازت ہے اسے مصرفِ زکوٰۃ کہتے ہیں پس مصارف زکوٰۃ سے وہ لوگ مراد ہیں جن کو زکوٰۃ دینی جائز ہے۔

مصارف زکوٰۃ کون کون ہیں | اس زمانہ میں مصارف زکوٰۃ یہ ہیں۔

(۱) فقیر یعنی وہ شخص جس کے پاس کچھ تھوڑا مال و اسباب ہے لیکن نصاب کی برابر نہیں۔

(۲) مسکین یعنی جس شخص کے پاس کچھ بھی نہیں۔

(۳) قرضدار یعنی وہ شخص جس کے ذمہ لوگوں کا قرض ہو اور اس کے پاس قرض سے بچا ہوا بقدر نصاب کوئی مال نہ ہو۔

(۴) مسافر۔ جو حالت سفر میں تنگ دست رہ گیا ہو۔ اسے بقدر حاجت زکوٰۃ دے دینا جائز ہے۔

کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں | (۱) مال دار کو یعنی اس شخص کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے جس پر خود زکوٰۃ فرض ہے۔ یا اس کے پاس نصاب کی برابر قیمت کا کوئی اور مال موجود ہے اور اس کی حاجت اصلیہ سے فاضل ہے۔ جیسے کسی کے پاس تانبے کے برتن روزمرہ کی ضرورت سے زائد رکھے ہوئے

ہیں اور ان کی قیمت بقدر نصاب ہے۔ اس پر اگرچہ ان برتنوں کی زکوٰۃ دینی واجب نہیں ہے۔ مگر اس کو زکوٰۃ کا مال لینا بھی حلال نہیں ہے۔

(۲) سید اور بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینی جائز نہیں ہے۔ ان کی اگر خدمت کرنی ہے تو زکوٰۃ کے علاوہ کوئی اور رقم بطور ہدیہ پیش کیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو جو خاندانی نسبت ہے اس کے احترام کا یہی تقاضا ہے۔

تشریح بنی ہاشم سے حضرت حارث بن عبد المطلب۔ حضرت جعفر، حضرت عقیل۔ حضرت عباس اور حضرت علی کی اولاد مراد ہیں۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین

(۳) اپنے ماں باپ۔ دادا۔ دادی۔ نانا۔ نانی وغیرہ جو ان سے اوپر کے ہوں۔

(۴) بیٹا، بیٹی۔ پوتا۔ پوتی۔ نواسا، نواسی وغیرہ جو ان سے نیچے کے ہوں۔

(۵) خاوند اپنی بیوی کو۔ اور بیوی اپنے خاوند کو بھی زکوٰۃ نہیں دے سکتی۔

(۶) غیر مسلم (۷) مال دار آدمی کی نابالغ اولاد۔ ان تمام لوگوں کو زکوٰۃ دینی جائز نہیں ہے۔

کن کاموں میں زکوٰۃ کا مال خرچ کرنا جائز نہیں ہے

جن کاموں میں کسی مستحق کو مالک نہ بنایا جائے ان میں مالِ زکوٰۃ خرچ کرنا

جائز نہیں ہے جیسے میت کے گور دکفن میں لگا دینا یا میت کا قرض ادا کرنا یا مسجد کی تعمیر یا مدرسہ کی تعمیر، مسجد یا مدرسہ کا فرش، لوٹوں یا پانی یا چٹائی وغیرہ یا کتب خانہ کے لئے خرید کتب پر زکوٰۃ کا مال خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔

طلبہ علوم ہاں ضرورت مند طالب علموں کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے اور مدرسوں کے مہتمم صاحبان کو اس غرض سے کہ وہ طالب علموں پر خرچ کریں۔ زکوٰۃ دینے میں مضائقہ نہیں ہے۔

زکوٰۃ کن کو دینا افضل ہے اوّل اپنے ایسے رشتہ داروں کو جن کا نفقہ خرچہ آپ کے ذمہ نہیں ہے جیسے بھائی بہن، بھتیجے، بھانجیاں۔ چچا۔ پھوپھی۔ خالہ۔ ماموں، ساس سسر، داماد وغیرہ میں سے جو حاجت مند اور مستحق ہوں۔ انھیں دینے میں بہت زیادہ ثواب ہے۔ ان کے بعد اپنے پڑوسیوں یا اپنے شہر کے لوگوں میں سے جو زیادہ حاجت مند ہو۔ اسے دینا افضل ہے۔ پھر جس کے دینے میں دین کا زیادہ نفع ہو۔ جیسے علم دین کے طالب علم۔

ادائے زکوٰۃ کا طریقہ (۱) جس قدر زکوٰۃ واجب ہوئی ہے، وہ مستحق لوگوں کو خالص خدا کے واسطے زکوٰۃ کی نیت سے دے دو اور اسے مالک بنا دو۔

(۲) مال زکوٰۃ سے فقیروں کے لئے کوئی چیز خرید کر ان کو تقسیم کر دو تو یہ بھی جائز ہے۔

(۳) کسی شخص کو اپنی طرف سے وکیل بنا کر زکوٰۃ کی رقم دے دو کہ وہ

Scanned by CamScanner

مستحق لوگوں پر خرچ کردے۔ یہ بھی جائز ہے۔

مگر کسی خدمت یا کسی کام کی اجرت میں زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے البتہ عامل زکوٰۃ یعنی جو شخص زکوٰۃ وصول ہونے پر مقرر ہوتا ہے۔ قرآن شریف میں اس کو بھی مستحق لوگوں میں شمار کرایا ہے۔ لہذا اس کی تنخواہ مال زکوٰۃ میں سے ادا کرنی جائز ہے۔

مالک مکان زکوٰۃ کب لے سکتا ہے کب نہیں لے سکتا

کسی شخص کے پاس ہزار دو ہزار روپیہ کا مکان ہے جس میں وہ رہتا ہے یا اس کے کرایہ سے اپنی گزر کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی مال نہیں بلکہ تنگدست ہے۔ اس کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے کیونکہ یہ مکان اس کی حاجت اصلیہ میں داخل ہے۔ البتہ جب حاجت اصلیہ سے کوئی مال زائد ہو اور وہ بقدر نصاب ہو تو اسے زکوٰۃ لینی جائز نہیں۔

ادائے زکوٰۃ میں غلطی

اگر کسی کو مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دے دی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ سید تھا یا مالدار تھا یا اپنے ماں باپ یا اولاد میں سے کوئی تھا تو زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ پھر سے زکوٰۃ دینی واجب نہیں ہے۔

سوالات

۱۔ مصارف زکوٰۃ کے معنی بیان کرو۔

۲۔ مسافر کو زکوٰۃ کب دی جا سکتی ہے۔

۳۔ مسافر کے علاوہ مصارف زکوٰۃ اور کون کون ہیں۔

۴۔ مدرسہ کے مہتمم کو زکوٰۃ کس غرض سے دیجائیگی اور مہتمم کی حیثیت کیا ہوگی۔

۵۔ ادائے زکوٰۃ کے لئے کسی کو وکیل بنانا جائز ہے یا نہیں۔

۶۔ ادائے زکوٰۃ کی نیت کب کرنی چاہیے۔

۷۔ بلا نیت زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں۔

۸۔ اگر مقروض سے قرضہ معاف کر دیں تو آپ کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں۔

۹۔ اگر کسی غریب کے بچہ کو عیدی کے طور پر زکوٰۃ کی رقم دے دی تو آپ کی زکوٰۃ ادا ہو گئی یا نہیں۔

Scanned by CamScanner

صدقۂ فطر

معنیٰ | فطر۔ روزہ نہ رکھنا۔ یا روزہ رکھنے کے بعد کھولنا۔

صدقۂ فطر | وہ صدقہ جو رمضان کے ختم ہونے پر روزہ کھل جانے کی خوشی اور شکریہ کے طور پر ادا کریں۔

عید الفطر | خوشی منانے کا وہ دن جو ختم رمضان پر روزہ کھل جانے کی خوشی اور شکریہ کے طور پر منائیں۔

رمضان شریف۔ جو روحانیت کی فصل بہار ہے جو اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم اور بہت بڑا انعام ہے۔ کل شام ختم ہو چکا۔ جس قدر توفیق ہوئی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم نے بھی حصہ لیا۔ ہم اللہ کے بندے ہیں۔ بندگی کا تقاضا ہے کہ اس انعام کے مکمل ہونے پر خوشی منائیں۔ اللہ کا شکر ادا کریں۔ اس کی بڑائی اور عظمت کا زبان سے بھی اعتراف کریں اور عمل سے بھی اس کا اظہار کریں۔ ہم نہائیں، دھوئیں۔ صاف ستھرا لباس پہنیں۔ خوشبوئیں لگائیں۔ اس کی بڑائی اور عظمت کا اقرار کرتے ہوئے گھروں سے نکلیں ایک جگہ جمع ہوں اور دوگانہ شکر ادا کریں اور اس دوگانہ میں بھی خاص طور سے اس کی بڑائی اور کبریائی کا اعتراف کریں۔

مگر دیکھو خوشی منانے کے وقت ان بھائیوں کو نہ بھولو جو ہم سے زیادہ غریب اور زیادہ ضرورت مند ہیں۔ ہم خوش ہیں تو پہلے ان کو خوش کریں، اور

Scanned by CamScanner

جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا ہے۔ ہم اس کے بندوں پر احسان کریں۔ پس جب ہم نماز عید کو جانے لگیں تو جانے سے پہلے ان کی ضرورتوں کا کچھ انتظام کر جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک حد مقرر فرما دی ہے کہ ان غریبوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اتنی مقدار تم اپنے پاس سے دے دو۔ اسی کو صدقۂ فطر کہتے ہیں اس کے احکام یہ ہیں۔

صدقہ فطر کی مقدار اور اس کے احکام

مقدار (الف) گیہوں۔ گیہوں کے آٹے یا ستّو کا آدھا صاع۔ (جو ۱۳۵ تولہ کا ہوتا ہے یعنی ایک سیر گیارہ چھٹانک۔ احتیاطاً پونے دو سیر۔
(ب) جو۔ جو کے آٹے۔ جو کے ستّو۔ کا پورا صاع (ساڑھے تین سیر)
(ج) پونے دو سیر گیہوں یا ساڑھے تین سیر جو کی قیمت۔ (د) جو اور گیہوں کے علاوہ کوئی اور غلّہ۔ مثلاً چاول۔ باجرہ۔ جوار وغیرہ دیا جائے تو اتنا دیا جائے جتنا پونے دو سیر گیہوں یا ساڑھے تین سیر جو کی قیمت میں آتا ہو۔ یہ ایک شخص کا صدقۂ فطر ہے۔

کس پر واجب ہوتا ہے ہر مسلمان آزاد پر۔ مرد ہو یا عورت۔ جبکہ وہ بقدر نصاب مال کا مالک ہو۔ صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے۔ اگر وہ کسی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھ سکا تب بھی اس پر صدقۂ فطر واجب ہے۔

Scanned by CamScanner

زکوٰۃ اور صدقۂ فطر کے نصاب اور وجوب میں فرق

زکوٰۃ یا صدقۂ فطر کے نصاب کی مقدار میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ۵۲ تولہ ۲ ماشہ چاندی جو زکوٰۃ کا نصاب ہے وہی صدقۂ فطر کا نصاب بھی ہے۔ فرق یہ ہے کہ زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے تو ضروری ہے کہ اتنی چاندی یا سونا اس کے پاس نقد موجود ہو۔ یا اتنی قیمت کا کوئی تجارتی مال ہو۔ صدقۂ فطر واجب ہونے کے لئے ان تین چیزوں کی خصوصیت نہیں ہے۔ کیوں کہ صدقۂ فطر کے نصاب میں ہر قسم کا مال حساب میں لے لیا جاتا ہے۔ ہاں حاجت اصلیہ سے زائد اور قرض سے بچا ہوا ہونا دونوں میں شرط ہے۔

پس اگر کسی کے پاس اس کے استعمال کے کپڑوں سے زائد کپڑے رکھے ہوئے ہوں یا روزمرہ کی ضرورت سے زائد تانبے۔ پیتل، چینی وغیرہ کے برتن موجود ہوں یا کوئی مکان اس کا خالی پڑا ہے۔ یا اور کسی قسم کا سامان اور اسباب ہے اور اس کی حاجت اصلیہ سے زائد ہے اور ان چیزوں کی قیمت نصاب کی برابر یا زیادہ ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ صدقۂ فطر واجب ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ صدقۂ فطر کے نصاب پر سال گزرنا بھی شرط نہیں ہے۔ بلکہ اسی روز نصاب کا مالک ہوا ہو تب بھی صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

صدقۂ فطر کس کس کی طرف سے دینا ہوتا ہے

ہر شخص مالک نصاب پر اپنی طرف سے اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر دینا واجب ہے لیکن نابالغوں کا اگر اپنا مال ہو تو ان کے مال میں سے ادا کرے۔

Scanned by CamScanner

کس وقت واجب ہوتا ہے وقتِ وجوب | عید کے دن صبح صادق ہوتے ہی یہ صدقہ واجب ہو جاتا ہے۔ پس جو شخص صبح صادق سے پہلے مرگیا اس کے مال میں سے صدقۂ فطر نہیں دیا جائے گا۔ اور جو بچہ صبح صادق سے پہلے پیدا ہوا۔ اس کی طرف سے ادا کیا جائے گا۔

کب تک واجب رہتا ہے | جب تک ادا نہ کیا جائے۔ خواہ کتنی ہی مدت گزر جائے۔

ادائیگی کا بہتر وقت | صدقۂ فطر ادا کرنے کا بہتر وقت یہ ہے کہ عید کے دن عید کی نماز کو جانے سے پہلے ادا کردو۔

رمضان میں صدقۂ فطر | اگر کوئی شخص عید سے پہلے رمضان شریف میں صدقۂ فطر ادا کردے تو یہ بھی جائز ہے۔ لیکن اگر رمضان سے بھی پہلے مثلاً شعبان یا رجب میں ادا کردے تو جائز نہیں ہے۔ [۱]

صدقہ فطر کن کن کو دینا چاہئے کن کو نہیں | (۱) جن کو زکوٰۃ دینا جائز ہے انھیں صدقۂ فطر بھی دینا جائز ہے۔ اور جنھیں زکوٰۃ دینی جائز نہیں، انھیں صدقہ فطر دینا بھی جائز نہیں ہے

(۲) جن کے پاس صدقۂ فطر کا نصاب موجود ہو۔ وہ نہ صدقۂ فطر لے سکتے ہیں، نہ زکوٰۃ، نہ کوئی اور فرض یا واجب صدقہ ان کو لینا جائز ہے۔

---

[۱] جیسے زکوٰۃ کے باب میں گزر چکا ہے کہ مالک نصاب ہونے کے بعد سال پورا ہونے سے پہلے کوئی شخص اس سال کی زکوٰۃ ادا کردے تو وہ جائز ہے لیکن اگر ابھی نصاب کا مالک نہیں ہوا تھا کہ زکوٰۃ ادا کردی تو وہ زکوٰۃ نہیں مانی جائے گی بلکہ اس کی طرف سے نفلی خیرات ہوگی۔

Scanned by CamScanner

(۳) ایک آدمی کا صدقۂ فطر تھوڑا تھوڑا کر کے کئی ضرورت مندوں کو دیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ کئی آدمیوں کا صدقۂ فطر ایک ضرورت مند کو دے دیا جائے۔

سوالات

۱۔ فطر اور صدقۂ فطر کے معنی بیان کرو۔

۲۔ عید رمضان کو عید الفطر کیوں کہتے ہیں۔

۳۔ زکوٰۃ کے نصاب اور صدقۂ فطر کے نصاب میں کیا فرق ہے۔

۴۔ صدقۂ فطر کی مقدار کیا ہوتی ہے۔

۵۔ جَو یا گیہوں کے علاوہ کوئی اور غلّہ صدقۂ فطر میں دیا جائے تو کتنا دیا جائے۔

۶۔ کسی شخص کے پاس آج ہی عید کی شب میں سَو روپے جمع ہوئے ہیں یہ اس کی ضروریات سے فاضل ہیں اس پر زکوٰۃ کب واجب ہوگی اور صدقۂ فطر کب واجب ہوگا۔

۷۔ عید کی شام کو آپ نصاب کے مالک ہو گئے تو آپ پر صدقۂ فطر واجب ہوا یا نہیں

۸۔ اللہ تعالےٰ نے تم پر احسان کیا ہے تو تمہارا کیا فرض ہے۔

۹۔ صدقۂ فطر میں جوار باجرا یا چاول کتنا دیا جائے۔

Scanned by CamScanner

حج

اسلام کا ایک عظیم الشان فرض حج ہے۔ یہ سب جگہ ادا نہیں کیا جاتا۔ یہ صرف "مکہ معظمہ" پہنچ کر ادا کیا جاتا ہے۔ جہاں وہ خانۂ خدا[1] ہے جس کو کعبہ کہتے ہیں جو توحید پرستی[2] کا سب سے پہلا مرکز ہے جو اس لئے بنایا گیا ہے کہ سارے انسان اس کو

---

[1] اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ .... وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا (۹۷،۹۶ سورہ آل عمران)

[2] حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں کواکب پرستی کا دور تھا۔ لوگوں نے چاند سورج وغیرہ کے نام پر مندر بنا رکھے تھے۔ کواکب پرستوں کے علاوہ اور مشرکوں نے اپنے اپنے معبودوں کے نام عبادت گاہیں یعنی مندر اور شوالے تیار کئے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سب کے مقابلہ پر خدائے واحد کی پرستش کے لئے اس بیت اللہ کی تعمیر کی۔ اب سوال یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی جگہ کو کیوں منتخب کیا۔ اس کا جواب حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ارشاد سے واضح ہو جاتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ "جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو زمین پر اتارا تو آپ کو یہ خوش خبری بھی سنا دی کہ میں تمہارے ساتھ ایک (بیت) کمرہ بھی نازل کر رہا ہوں (یہ بیت ایسا برکت اور واجب الاحترام ہوگا) کہ جس طرح میرے عرش کے گرد طواف کیا جاتا رہتا ہے۔ اس بیت کے گرد بھی طواف جاری رہے گا اور جس طرح میرے عرش کے قریب نماز پڑھی جاتی ہے، ایسے ہی اس "بیت" کے سامنے بھی نماز پڑھی جایا کرے گی۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ طوفان نوح کے زمانہ میں اس کو اٹھا لیا گیا تھا۔ نیز حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے کہ انبیاء علیہم السلام بھی حج کے لئے یہاں آیا کرتے تھے۔ مگر ان کو خاص جگہ معلوم نہیں تھی۔ یہ خاص جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے معین فرمائی جو پانچ پہاڑوں کے بیچ میں ہے۔ جن کے نام یہ ہیں حرار۔ ثبیر۔ لبنان۔ جبل الطیر۔ جبل الخیر
(الترغیب والترہیب ص ۱۹۲ علی مشکوٰۃ المصابیح)

"رب کبیر" کی تجلی گاہ سمجھیں، اس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھیں۔ جہاں برکتیں ہی برکتیں ہیں۔ جو ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ جہاں سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے تمام دنیا کی سعید روحوں کو "دعوت ؎" دی۔ جہاں اپنی۔ اپنی بیوی۔ اور اپنے لختِ جگر کی عظیم الشان قربانیوں کی یادگاریں چھوڑی ہیں۔ جو راہِ حق میں قربان ہونے کا سبق دیتی ہیں۔ جہاں ہر دکھی کو چین نصیب ہوتا ہے۔ ہر فریادی کی فریاد سنی جاتی ہے۔ جہاں ہر بے پناہ کو پناہ اور ہر خوف زدہ کو امن ملتا ہے جہاں رحمتیں ہی رحمتیں ہیں۔

حج کیا ہے؟

تم پڑھ چکے ہو۔ چاند تاروں اور آفتاب و مہتاب کی بے ثباتی دیکھ کر کس طرح سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معرفت خداوندی حاصل ہوئی تھی۔ اور کس طرح بت پرستی، آتش پرستی کواکب پرستی اور ہر قسم کے شرک و کفر سے بیزار ہو کر انھوں نے اعلان کیا تھا:

يٰقَوْمِ اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ اِنِّىْ وَجَّهْتُ وَجْهِىَ لِلَّذِىْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (سورۂ انعام ع ۱۰)

ترجمہ: اے لوگو! میں ان سے بیزار ہوں جن کو تم خدا کی عبادت میں ساجھی مانتے ہو۔ میں نے ہر طرف سے منھ موڑ کر اپنا رخ صرف اس کی طرف کیا ہے جس نے تمام آسمان پیدا کئے، جس نے زمین بنائی میں اسی کا ہو گیا ہوں۔ میں ان میں نہیں ہوں جو کسی کو اللہ کا شریک

؎ دعوت۔ بلاوا۔ کما قال اللہ۔ وَاَذِّنْ فِى النَّاسِ الخ (حج)

Scanned by CamScanner

مانیں۔" (سورۂ انعام۔ ع ۱۰)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ اعلان کیا اور پھر ایسے جمے کہ سخت سے سخت اور بڑی بڑی سے بڑی مصیبت میں بھی ان کا قدم نہیں ڈگمگایا۔ اپنے پرائے بن گئے۔ ان کی پرواہ نہیں کی بادشاہ نے آگ کا دوزخ تیار کیا، اس سے نہیں ڈرے۔ شاہ پرستوں نے ان کو اس جہنم میں ڈال دیا۔ تو اُف نہیں کی۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے آتشِ نمرود کو آپ کے حق میں گل وگلزار بنا یا تو خود اپنے گھر اور اپنے خاندان کے بڑوں کی دشمنی یہاں تک بڑھی کہ آپ کو گھر سے نکلنا پڑا۔ وطن عزیز سے رخصت ہوئے۔ جنگلوں کی خاک چھانی۔ پیدل سفر کرتے ہوئے مصر پہنچے۔ پھر شام جا کر رہے۔ بڑھاپے میں جب کہ عمر تقریباً نوّے سال ہو چکی تھی، اللہ تعالےٰ نے ایک "نورچشم" بخشا۔ جس کا نام "اسمٰعیل" رکھا۔ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ ہم سے محبت کا دعوےٰ کرتے ہو تو اس بچّہ کو ہمارے حوالہ کردو۔ شام کے اس سرسبز وشاداب باغ و بہار کو چھوڑ کر وہاں پہنچا آؤ۔ جہاں سرسبزی اور شادابی کا نام ونشان نہیں جہاں جھلسے ہوئے پہاڑوں کے پتھر ہیں یا تپتی ہوئی ریت۔ یہ وہی سرزمین ہے جہاں بعد میں مکہ آباد ہوا۔ اُس وقت یہاں اونچے نیچے پہاڑ تھے یا ریت کے سُرخ ٹیلے۔ جن پر بارہ مہینے آفتاب کی کرنیں تیز دھوپ کی آگ برساتی رہتی تھیں۔ یہاں کی گرم لُو کا ایک ہی طمانچہ جان لیوا ہوتا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جو کہہ چکے تھے کہ سب کو چھوڑ کر اور سب سے منھ موڑ کر صرف اسی کا ہو چکا ہوں جو اس پر فخر کرتے تھے کہ میں "حنیف" ہوں

وہ اس حکم سے سرتابی کس طرح کرسکتے

چھینی بیوی اور اکلوتے بیٹے کو ساتھ لیا۔ منزلیں طے کرکے وہیں پہنچے جہاں کا حکم تھا اور ان دونوں پیارو... آنکھ کے تاروں کو اللہ کے حوالے کرآئے۔

یہاں پہنچ کر اوّل اوّل تو حضرت ہاجرہ کا بھی امتحان سخت ہوا مشکیزہ میں جو تھوڑا سا پانی تھا وہ ختم ہوا۔ تپتے ہوئے سنگلاخ میں تنہا بچہ۔ پیاس سے دم توڑنے لگا۔ حضرت ہاجرہ پریشان حال "صفا" اور "مروہ" پہاڑوں پر دوڑیں۔ ہانپتی۔ کانپتی چڑھی اتریں کہ ادھر ادھر کہیں پانی نظر آجائے۔ کہیں پانی ہو تو نظر آئے۔ گھبراہٹ میں آنکھ کے آنسو بھی خشک ہوگئے تھے۔

آخر رحمتِ حق کو جوش آیا۔ جہاں یہ "جگر پارہ" پڑا ہوا تھا۔ وہیں ان کی ایڑیوں کے پاس پانی کا چشمہ ابلنے لگا۔ حضرت ہاجرہ دوڑیں۔ اللہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بچہ کو پانی پلایا۔ پھر گرداگرد ڈول کرکے پانی کو روک دیا کہ کہیں بہہ کر ختم نہ ہوجائے۔ مگر یہ ختم ہونے والا نہیں تھا۔ یہ تو بہت بڑی قربانی کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ کا انعام تھا۔ جو ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والا تھا۔ یہ وہی ہے، جس کو "زمزم شریف" کہا جاتا ہے۔ اس کا پانی ایسا مبارک کہ پیاسوں کی پیاس بجھے اور بھوکے پیٹ میں دودھ کا کام کرے۔ جب اللہ تعالیٰ نے پانی کا چشمہ عطا فرمایا تو پھر رفتہ رفتہ آس پاس آبادی بھی ہوگئی۔ قبیلہ "بنی جُرہم" کے آدمی یہاں رہنے لگے جن

Scanned by CamScanner

سے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کے دل لگنے کا سامان ہوگیا۔
پھر انھیں میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا نکاح ہوگیا۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر یہ اللہ تعالےٰ کا بہت بڑا احسان تھا کہ باپ کی طرح بیٹا (حضرت اسمٰعیل علیہ السلام) بھی نہایت سعید۔ اپنے باپ کا فرماں بردار۔ اپنے رب کا عاشق و فادار۔ بیٹے کا مذہب بھی وہی تھا جو باپ کا تھا کہ سب سے بیزار۔ صرف ایک اللہ تعالےٰ کے پرستار۔ سب کچھ چھوڑا جاسکتا ہے مگر اس کو نہیں چھوڑا جاسکتا۔ سب کچھ قربان کیا جاسکتا ہے۔ مگر اس کی محبت کو قربان نہیں کیا جاسکتا۔ جب یہ دعویٰ زبان پر آیا تو اس کی تصدیق بھی ضروری تھی۔ کیونکہ معاملہ ہم جیسے انسانوں کا نہیں تھا، معاملہ نبیوں کا تھا۔ جن کی ہر بات جانچی جاتی ہے۔ ہر چیز پرکھی جاتی ہے۔ ہر قول امتحان کی کسوٹی پر کسا جاتا ہے۔ لہٰذا فرمائش ہوئی کہ قربانی پیش کرو۔

قربانی کس طرح؟ قربانی کس کی؟۔

قربانی اس طرح کہ بیٹا ذبح ہونے کو تیار ہو۔ اور باپ اپنے ہاتھ سے بیٹے کو ذبح کرے۔

امتحان بہت سخت تھا۔ قربانی ایسی تھی کہ نہ کبھی ایسی ہوئی اور نہ آئندہ کبھی ہو۔ مگر یہ اللہ تعالےٰ کا فضل و کرم تھا اور اس دینے والے کی دین تھی کہ باپ اور بیٹا دونوں تیار ہوگئے۔

باپ نے کہا۔ بیٹا میں خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ میں تمھیں ذبح کر رہا ہوں۔ بولو تمھاری کیا رائے ہے۔

Scanned by CamScanner

بیٹے نے جواب دیا۔ ابا جان۔ آپ کو جو حکم ہوا ہے اس کی تعمیل کیجئے، مجھے آپ صابر پائیں گے۔

تیاری کے بعد تعمیل حکم کا وقت آیا۔ بیٹا لیٹ گیا۔ باپ نے آنکھیں بند کرکے بیٹے کے گلے پر چھری پھیری۔ چھری نے اپنا کام کیا۔ مگر فراغت کے بعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السّلام) نے آنکھ کھولی تو دیکھا۔ بیٹا صحیح سالم ایک کنارے پر پڑا ہے اور اس کی جگہ ایک دنبہ کے گلے سے خون بہہ رہا ہے اور وحی الٰہی اس طرح ترنم فرمارہی ہے۔

يَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ (صافات)

اے ابراہیم۔ تم نے خواب سچی کر دکھائی۔ ہم احسان والوں کو ایسے ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔

یہ معاملہ تھا سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور ان کے فرزند ارجمند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا۔ جنھوں نے یہ عظیم الشان قربانیاں پیش کیں۔ اب معاملہ ہے ہمارا۔ ہمارا بھی یہی دعویٰ ہے کہ "ہم سب سے بیزار صرف ایک واحد حقیقی کے فرماں بردار اور پرستار ہیں۔ ہمیں بھی یہی ہدایت ہے کہ ہم یہ کہیں اور اس کا اظہار و اعلان کریں۔

إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ

میری نماز، میری قربانی۔ میرا جینا میرا مرنا سب اللہ کے لئے جو رب ہے تمام جہانوں کا۔ اس کا کوئی شریک اور

اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝
(سورۂ انعام آخری رکوع)

ساجھی نہیں ہے ۔ مجھے اسی کا حکم ہوا ہے اور میں فرماں بردار (مسلمان) ہوں میں سب سے پہلا فرماں بردار ہوں ۔

یہ ہمارا اور آپ کا دعویٰ اور اقرار اور ہم سب کا ایمان ہے ۔ اس دعویٰ کا اتنا سخت امتحان تو ہم کمزوروں سے نہیں لیا جاتا کہ آتش نمرود میں ہم کو دیں، گھر بار چھوڑیں ۔ اہل و عیال خدا کے حوالے کریں ۔ البتہ یہ مطالبہ ضرور ہے کہ ان سب باتوں کے لئے تیار رہیں ۔ تیار رہنے کی دو صورتیں ہیں اگر گنجائش ہو تو ہم مکہ معظمہ پہنچ کر بیت اللہ شریف کی زیارت کریں اور حج کے وہ فرائض ادا کریں جن میں خدائے واحد کی عبادت اور اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کے اعتراف کے ساتھ ان مقرب بندوں کی قربانیوں کی یاد ہے ۔

اور اگر وہاں نہیں پہنچ سکتے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں صاحب نصاب بنایا ہے تو بقرعید کے موقع پر قربانی کر کے تاریخ قربانی کو زندہ رکھیں ۔ قربانی صرف یہ نہیں ہے کہ جانور کے گلے پر چھری پھیر دی ۔ خون بہا دیا ۔ گوشت کھا لیا یا تقسیم کر دیا ۔ قربانی یہ ہے کہ جس کو ذبح کر رہے ہو اس کو اپنا قائم مقام جانور اپنی اولاد کا قائم مقام جانور ۔ اور جب تم اس کے گلے پر چھری پھیر دو تو جذبہ یہ ہو کہ جس طرح اس کو قربان کر رہا ہوں ۔ ضرورت کے وقت میں خود بھی اسی طرح راہ خدا میں قربان ہو جاؤں گا ۔ اپنی آل اولاد کو بھی اسی طرح قربان کر دوں گا جس طرح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا فدیہ وہ دنبہ ہوا تھا ۔ اسی طرح میرا فدیہ

Scanned by CamScanner

یہ ذبیحہ ہے جو راہ خدا میں پیش ہو رہا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

حج کے فرائض اور فوائد

جس طرح نماز میں کچھ فرض اور رکن ہیں۔ کچھ شرطیں ہیں۔ کچھ سنتیں اور مستحبات ہیں۔ کچھ نمازوں کے وقت مقرر ہیں۔ کچھ کے لئے وقت مقرر نہیں مثلاً نفل نماز جب چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔ اسی طرح حج کے فرض، شرطیں، سنتیں اور مستحبات ہیں اس کا وقت بھی مقرر ہے کہ ۹ ذی الحجہ سے بارہ (۱۲) ذی الحجہ تک حج کے فرائض ادا کیے جاتے ہیں۔ ان تاریخوں کے علاوہ اور کسی تاریخ میں حج نہیں ادا ہو سکتا۔ البتہ "عمرہ" ادا ہو سکتا ہے جو حج ہی کی طرح ہوتا ہے۔ جو نفل کا درجہ رکھتا ہے۔ حج کے فرض صرف دو ہیں۔

(۱) مقام عرفات میں قیام کرنا۔ ۹ ذی الحجہ کے زوال کے بعد سے ۱۰ ر کی صبح صادق سے پہلے تک کسی بھی وقت۔ خواہ ایک لمحہ کے لئے ہی ہو۔

(۲) بیت اللہ شریف کا طواف ۱۰ ذی الحجہ کی صبح سے لے کر ۱۲ ر کی شام تک کسی بھی وقت۔

حج کی شرط احرام ہے۔ یعنی سلے ہوئے کپڑوں کے بجائے ایک تہبند اور ایک چادر بے سلی استعمال کی جاتی ہے۔ کچھ مقام مقرر ہیں وہاں پہنچ کر یا وہاں پہنچنے سے پہلے یہ احرام باندھ لیا جاتا ہے۔ کچھ خاص خاص پابندیاں ہیں جن کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اور سب سے

Scanned by CamScanner

پہلی شرط جس کے بغیر حج فرض نہیں ہوتا یہ ہے کہ بال بچوں کی ضروریات اور قرض وغیرہ کی ادائیگی کے بعد آپ کے پاس اتنی گنجائش ہو کہ آپ اپنے خرچ سے یہ سفر پورا کر سکیں اور حج کے فرائض انجام دے سکیں۔ اگر اتنی گنجائش نہیں ہے تو آپ پر حج فرض نہیں ہوتا۔ خواہ آپ کو کتنا ہی شوق ہو۔ اسی وجہ سے حج کے تفصیلی احکام بھی یہاں نہیں لکھے جاتے۔ جب اللہ تعالیٰ توفیق دے گا اس وقت تفصیلی احکام معلوم کر لیجئے گا۔ اردو میں بھی بہت سی کتابیں ہیں جن میں حج کے احکام پوری تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مبارک فرض کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔ یہاں صرف حج کی کچھ فضیلتیں اور فائدے بیان کئے جاتے ہیں۔

فضائل و فوائد حج

دین و ایمان کی تازگی اور پختگی

مکہ معظمہ جس کی بنیاد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام۔ حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی بے نظیر قربانیوں اور بے مثال اخلاص و للہیت سے پڑی جس کے لئے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے برکتوں کی دعا مانگی جہاں ان دونوں مقبول بندوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے خانہ کعبہ کی تعمیر کی جہاں اپنے اپنے وقت میں بہت سے نبی اور رسول علیہم السلام پہنچے۔ آخر میں سید الکونین خاتم الانبیاء والمرسلین کا ظہور قدسی اسی شہر میں ہوا جہاں اس طرح کی اور بہت سی متبرک باتیں پائی جاتی ہیں۔ ظاہر ہے یہ شہر خود با برکت اور واجب الاحترام

ہے۔ اسی طرح مدینہ منورہ جس کے گلی کوچوں میں اس کے قدم مبارک پہنچے کہ عرش سے بھی آگے اس مقام تک پہنچا تھا۔ جہاں تک کسی مقرب ترین فرشتے کی بھی رسائی نہیں ہو سکتی تھی۔ جس کے جلو میں رات دن رحمت کے فرشتے حاضر رہتے۔ حضرت جبرئیل امین (علیہ السلام) جیسے مقرب فرشتے جس کے یہاں ایلچی کا کام کرتے تھے جہاں اس رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مزار مقدس ہے جس کا فرش لحد عرش سے دعویٰ ہمسری کرتا ہے بلکہ کبھی کبھی اپنی برتری پر ناز کرنے لگتا ہے جس کے لئے محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ابدی برکتوں کی دعا فرمائی۔

بہرحال یہ متبرک مقامات اور اُن کی آب و ہوا خود ایسی جان بخش ہے جس سے ایمان تازہ ہوتا ہے اور جب بارگاہِ رب العزت کے ان مقرب انبیاء اور ان کے پاک باز رفقاء کی قربانیاں سامنے آتی ہیں تو دین و ایمان میں تازگی کے ساتھ پختگی بھی پیدا ہوتی ہے

اللہ تعالےٰ اخلاص نیت اور توفیق عمل بخشے تو بندۂ گندہ نورانی بندہ بن جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ انسان کا حج مقبول ہو جائے تو گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور ایمان کی یہ تازہ تازہ کلیاں اور کھل جاتی ہیں۔ جب لاکھوں بندگانِ خدا کا مجمع نظر آتا ہے۔ سب کا لباس ایک۔ وضع قطع ایک۔ سب ایک دھن میں مگن۔ سب کی زبان پر یہ صدا۔

لَبَّیْكَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ   لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ

Scanned by CamScanner

اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ وَالْمُلْكَ لَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ ؀

حاضر ہوں۔ اے میرے معبود۔ حاضر ہوں۔ تیرا کوئی ساجھی نہیں
بے شک ہر قسم کی حمد تیرے لئے ہے۔ تمام نعمتیں تیری ہی عطا ہیں
ملک تیرا ہی ہے۔ کوئی تیرا شریک اور ساجھی نہیں۔

گناہوں کی معافی

جب ایک شخص گھر سے وضو کر کے جماعت میں شرکت کے لئے مسجد جاتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے کہ ہر قدم پر دس گناہ معاف ہوتے ہیں۔ دس نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں اور دس درجے بڑھتے ہیں اب حساب لگاؤ، حج بیت اللہ شریف کے لئے کتنے قدم اٹھانے پڑتے ہیں کتنی منزلیں طے کرنی پڑتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نیت میں خلوص دے۔ اس طویل سفر کی صعوبتوں کو قبول فرمائے۔ یہ ایسا سفر ہے کہ اس کی ایک صبح اور ایک شام دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور پھر جب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ معلّی میں حاضری ہو اور اس شفیع المذنبین سے شفاعت کی درخواست کی جائے تو اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام پاک میں وعدہ فرمالیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمالے گا اور اپنی رحمتوں سے نوازے گا۔

---

[1] قال اللہ تعالیٰ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ ترجمہ۔ اور اگر یہ لوگ جب اپنے نفسوں پر ظلم کریں یا گناہ میں مبتلا ہوں آپ کے پاس آئیں۔ اللہ سے وہ مغفرت چاہیں اور رسول بھی ان کے لئے مغفرت کی سفارش کریں تو وہ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور بہت مہربان ہے۔

کثرتِ ثواب تم گھر میں نماز پڑھو تو تنہا تمھیں ایک ہی نماز کا ثواب ملے گا اور جماعت میں نماز پڑھو تو ستائیس گنا ثواب ملے گا۔ جمعہ کی جماعت میں شامل ہو تو پانچ سو گنا ثواب ملے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں نماز پڑھو تو پچاس ہزار نمازوں کا ثواب اور خانہ کعبہ کے حرم پاک میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ کی برابر۔ یعنی جتنا مجمع زیادہ ہوتا ہے ثواب زیادہ۔ اللہ تعالےٰ نے بے شمار فرشتے ایسے پیدا کئے جن کا کام اور ان کی زندگی ہی یہ ہے کہ جہاں ذکر خیر کا مجمع ہوتا ہے وہ وہاں پہنچتے ہیں۔ مجمع جتنا بڑا ہوگا فرشتوں کی تعداد بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ جب تم دعا کرتے ہو تو ساتھ ساتھ وہ بھی دعا کرتے رہتے ہیں کہ خداوندا ان کی مغفرت فرما۔ عمل نیک کی ان کو توفیق ہو۔ ان کو اپنی برکتوں سے نواز۔ حج مبارک کے لاکھوں کے مجمع میں کتنا ثواب ہو سکتا ہے۔ فرشتوں کی کتنی دعائیں ہماری عبادتوں میں شامل ہو سکتی ہیں۔ اس کا حساب لگانا مشکل ہے۔ ہمارا عمل صحیح۔ نیت وارادہ درست اور جذبہ پاک ہو تو ثواب کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

اصلاح وترقی ۹ ذی الحجہ کو میدان عرفات میں تمام حاجیوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج فرض ادا فرمایا تو تمام ہی مسلمان جن کی تعداد تقریباً سوا لاکھ تھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے اس اجتماع عظیم کو خطاب فرماتے ہوئے وہ تقریر فرمائی جس کا ایک ایک حرف نہ صرف امت اسلامیہ بلکہ پوری نوع انسان کے لئے اصلاح وترقی کی بنیاد ہے۔ آپؐ نے اتحاد واتفاق کی ہدایت فرمائی۔ اکرام مسلم کو لازم قرار دیا۔ عورتوں، غلاموں

اور ہر ایک صاحب حق کا حق ادا کرنے کی تاکید فرمائی۔ سال بھر کے مہینوں کے متعلق غلط تصورات اور خون بہا یا قصاص کے سلسلہ میں نہایت ظالمانہ غلط رواج کی اصلاح فرمائی اور سود جیسے حرام کاروبار سے بچنے کی شدت سے ہدایت فرمائی۔ تعلیم و تبلیغ کی اہمیت ظاہر فرمائی۔ جو حاضر تھے ان پر لازم کیا کہ وہ یہ باتیں ان تک پہنچا دیں جو غائب ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت مبارک پر عمل ہو تو اس فریضہ مبارک کا یہ روحانی اجتماع پوری ملت کو ایک مرکز پر جمع کر کے اصلاح و ترقی کا بہترین ذریعہ بن سکتا ہے۔

سوالات

(۱) مکہ اور کعبہ میں کیا فرق ہے۔

(۲) حضرت ابراہیم، حضرت اسمٰعیل اور حضرت ہاجرہ علیہم السلام کی کچھ قربانیاں بیان کرو۔

(۳) زم زم کیا ہے اور وہ کس طرح ظہور میں آیا۔

(۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا خواب دیکھی تھی اور بیٹے نے کس طرح تعمیل کی، اور اس پر اللہ تعالےٰ کا کیا انعام ہوا۔

(۵) قربانی کے وقت تمہارا جذبہ کیا ہونا چاہئے۔

(۶) حج کے فرض کئے ہیں اور کیا کیا ہیں اور شرطیں کیا کیا ہیں۔

(۷) زیارت مکہ معظمہ اور زیارت مدینہ منورہ سے ایمان میں تازگی کس طرح پیدا ہوتی ہے۔

(۸) تلبیہ کیا ہے۔ سناؤ۔

(۹) مسجد حرام اور مسجد نبوی (علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) میں نماز کا ثواب کتنا کتنا ملتا ہے۔ اگر یاد ہو تو اس کی دلیل بھی پیش کرو اور گناہوں کی معافی کی وجہ بیان کرو۔

Scanned by CamScanner

قربانی کی فضیلت ثواب اور احکام

فضیلت اور ثواب

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ یہ قربانی کیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمھارے جدامجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی سنت ہے۔

صحابہ کرام نے پھر عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا ثواب کیا ہوتا ہے۔

ارشاد ہوا۔ قربانی کے جانور کے ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی۔ [1]

نیز ارشاد ہوا۔ قربانی کے دنوں میں سب سے افضل عمل قربانی ہے۔ ان دنوں میں قربانی سے زیادہ اور کوئی عمل اللہ تعالےٰ کو پسند نہیں ہے [2]

قربانی کرتے وقت خون کا قطرہ زمین پر گرنے نہیں پاتا کہ اللہ تعالےٰ کے یہاں ایک درجہ پالیتا ہے پس پوری خوشدلی سے اس فرض کو انجام دو۔

قربانی کس پر واجب ہے

(۱) جس پر صدقہ فطر واجب ہوتا ہے بقرعید کے دنوں میں اسی پر قربانی واجب ہوتی ہے البتہ مسافر پر قربانی واجب نہیں ہوتی۔

(۲) ہاں اگر ۱۲ ذی الحجہ کو غروب آفتاب سے پہلے مسافر وطن لوٹ

---

[1] ابن ماجہ۔ حاکم وغیرہ۔ ترغیب ترہیب ۱۰۱ [2] ابن ماجہ و ترمذی شریف

Scanned by CamScanner

آیا۔ یا کہیں پندرہ روز قیام کا ارادہ کرلیا۔ یا غریب آدمی صاحب نصاب ہو گیا تو اس پر قربانی واجب ہوگئی۔ اگر ذبح کرنے کا وقت نہ مل سکے تو اگلے روز اس کی قیمت صدقہ کرے۔

(۳) اگر اتنی حیثیت نہ ہو کہ صدقۂ فطر اس پر واجب ہو تو قربانی اس پر واجب نہیں ہے۔ ہاں اگر قربانی کر دے گا تو بہت بڑے ثواب کا مستحق ہوگا۔

(۴) قربانی صرف اپنی طرف سے واجب ہوتی ہے۔ اولاد کی طرف سے قربانی واجب نہیں ہوتی۔ اگر بیوی صاحب نصاب ہے تو اس پر قربانی واجب ہے۔ یہ قربانی اپنے پاس سے کرے گی۔

اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق دی ہے تو آپ اپنے ماں باپ۔ یا سرور کائنات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم۔ صحابہ کرام۔ اہل بیت یا اپنے پیر یا استاذ کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے بھی قربانی کر سکتے ہیں۔

وقت

(۱) ذی الحجہ کی دسویں تاریخ یعنی بقرعید کے دن سے بارہ ذی الحجہ کی شام تک قربانی کا وقت ہے۔ آپ جس دن چاہیں قربانی کر دیں۔ مگر بہتر یہ ہے کہ بقرعید کے دن قربانی کریں۔ (۲) ان دنوں میں رات کو بھی قربانی کی جا سکتی ہے مگر بہتر یہی ہے کہ دن کے وقت قربانی کی جائے۔ (۳) بارہ ذی الحجہ کو غروب آفتاب کے وقت قربانی کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

(۴) قربانی کرنے والا جب تک نماز عید سے فارغ نہ ہو جائے قربانی کرنا درست نہیں ہے۔ البتہ اگر آپ دیہات میں رہتے ہیں جہاں عید کی نماز واجب نہیں ہوتی۔ یا آپ دیہات میں پہنچ گئے ہیں۔ یا آپ نے قربانی کا

جانور دیہات میں بھیج دیا ہے تو دیہات میں نماز عید سے پہلے قربانی کی جا سکتی ہے۔

طریقہ قربانی کے جانور کو قبلہ رُخ لٹاؤ اور یہ دعا پڑھو۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ

پھر بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہہ کر ذبح کرو۔ (ترجمہ صفحہ ۹۶ پر)

ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّ خَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ ۝ عَلَیْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

بہتر یہ ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرو۔ ورنہ قربانی کے وقت وہاں موجود رہو اور اوپر کی لکھی ہوئی دعائیں پڑھو۔

نیت قربانی کے وقت دل سے یہ ارادہ ضروری ہے کہ میں یہ قربانی اپنی طرف سے کر رہا ہوں (نفل قربانی میں اس کی نیت کرے جس کو ثواب پہنچانے کے لئے یہ قربانی کر رہا ہے) باقی نیت کے الفاظ کا زبان سے ادا کرنا ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح یہ دعائیں بھی جو اوپر لکھی گئی ہیں پڑھنی ضروری نہیں۔ اگر پڑھ لی گئیں تو دعا مسنون پڑھنے کا ثواب ملے گا، ورنہ یہ ثواب

نہیں ملے گا۔ قربانی بہرحال ہو جائے گی۔ مگر ذبح کے وقت ذبح کرنے والے کو اور جو اس کے ساتھ جانور کو قابو میں رکھنے میں شریک ہے اس کو بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا ضروری ہے۔

قربانی کے جانور اور ان کے حصے

چھ جنس کے جانور جو گھروں میں پالے جاتے ہیں قربانی انہیں میں سے کسی کی کی جا سکتی ہے۔ یہ نر ہو یا مادہ ہر ایک کی قربانی جائز ہے۔ چھ جنسیں یہ ہیں:۔ اونٹ۔ بیل۔ بھینس۔ دنبا۔ بکرا۔ بھیڑ۔

ان میں سے اوّل کے تین جانوروں کو عربی میں "بدنہ" کہا جاتا ہے۔ ان کو ہمارے یہاں بڑے جانور کہتے ہیں۔ باقی تین کو چھوٹے جانور کہا جاتا ہے۔ چھوٹے جانوروں میں ایک کو صرف ایک ہی کر سکتا ہے۔ ان میں شرکت جائز نہیں۔ بڑے جانوروں میں سات آدمی تک ایک کو کر سکتے ہیں۔ یعنی ایک گائے، بیل، بھینس یا اونٹ میں سات آدمی تک شریک ہو سکتے ہیں۔ سات سے کم ہوں۔ مثلاً ایک آدمی تین حصے لے۔ ایک دو حصے لے۔ دو آدمی ایک ایک حصہ لیں۔ اس طرح چار آدمی شریک ہو جائیں۔ یہ بھی جائز ہے۔ سات سے زائد مثلاً آٹھ آدمی شرکت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ساتویں حصے سے کم کسی کا حصہ نہیں ہو سکتا۔ ورنہ قربانی درست نہیں ہو گی۔

اس کے علاوہ یہ بھی ضروری ہے کہ سب حصہ داروں کی نیت قربانی کی ہو یا عقیقہ کی۔ صرف گوشت کھانے یا گوشت بیچنے کی نیت کسی کی نہ ہو۔ ورنہ کسی کی بھی قربانی درست نہ ہو گی۔

Scanned by CamScanner

تقسیم یہ قطعاً جائز نہیں ہے کہ کوئی حصہ کم یا زیادہ ہو، ورنہ ایک قسم کا سود ہو جائے گا۔ جس کا کھانا اور کھلانا دونوں ناجائز ہیں۔ پس ضروری ہے کہ پوری احتیاط کے ساتھ تول کر بانٹا جائے۔ اٹکل اور اندازہ سے تقسیم کرنا درست نہیں۔ البتہ اگر گوشت کے ساتھ کلّہ، پائے اور کھال کو بھی شریک کر لیا تو جس طرف کلّہ، پائے یا کھال ہو اس طرف اگر گوشت کم ہو۔ درست ہے۔ چاہے جتنا کم ہو۔

عمریں اونٹ کم سے کم پانچ برس۔ گائے۔ بیل، بھینس۔ بھینسہ کم از کم دو سال۔ بکرا بکری۔ بھیڑا بھیڑ اور دنبہ کم سے کم ایک سال کا ہونا چاہیے۔ اس سے اگر کم عمر ہو تو اس کی قربانی درست نہیں ہے۔ البتہ دنبہ یا بھیڑ اگر اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو اور سال بھر والے بھیڑ، دنبوں میں اگر چھوڑ دیں تو کچھ فرق نہ معلوم ہوتا ہو تو اس صورت میں چھ مہینے کے دنبہ اور بھیڑ کی بھی قربانی درست ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو سال بھر کا ہونا چاہیے۔

عیب دار جانور جن کی قربانی درست نہیں ہے (۱) اندھا، کانا۔ اور ایسا جانور جس کی ایک آنکھ کی تہائی روشنی جاتی رہی ہو۔ یا ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا ہو۔ تہائی یا تہائی سے زیادہ دم کٹ گئی ہو۔ ان کی قربانی درست نہیں ہے۔

(۲) ایسا لنگڑا جانور کہ تین پاؤں سے چلتا ہو، چوتھا پاؤں زمین پر رکھا ہی نہ جاتا ہو یا چوتھا پاؤں رکھتا ہے مگر اس سے چل نہیں سکتا تو اس کی قربانی درست نہیں ہوگی اور اگر چلتے وقت وہ چوتھا پاؤں زمین پر ٹیک کر چلتا ہے اور چلنے میں

Scanned by CamScanner

اس سے سہارا لگتا ہے لیکن لنگڑا کر چلتا ہے تو اس کی قربانی جائز ہوگی۔

(۳) اتنا دُبلا بالکل مَریل جانور جس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ رہا ہو اس کی قربانی درست نہیں ہے۔ اور اگر دُبلا ہے مگر ایسا نہیں کہ مریل ہوگیا ہو اس کی قربانی درست ہے لیکن بہتر بہر حال یہ ہے کہ قربانی کا جانور موٹا تازہ فربہ ہو۔

(۴) جس جانور کے بالکل دانت نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں اور اگر کچھ دانت گر گئے لیکن جتنے گرے ہیں ان سے زیادہ باقی ہیں تو اس کی قربانی درست ہوگی۔

(۵) جس جانور کے پیدائش ہی سے کان نہیں ہیں اس کی بھی قربانی درست نہیں ہے اور اگر کان تو ہیں مگر بالکل ذرا ذرا سے چھوٹے چھوٹے ہیں تو اس کی قربانی درست ہے۔

(۶) جس جانور کے پیدائش ہی سے سینگ نہیں ہیں یا سینگ تو تھے لیکن ٹوٹ گئے اس کی قربانی درست ہے۔ البتہ اگر بالکل جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں تو قربانی درست نہیں ہے۔

(۷) خصّی بکرے اور مینڈھے کی بھی قربانی درست ہے۔ جس جانور کے خارشت ہو اس کی بھی قربانی درست ہے۔ البتہ اگر خارشت کی وجہ سے بالکل لاغر ہوگیا ہو تو درست نہیں ہے۔

قربانی کا گوشت بہتر یہ ہے کہ ایک تہائی حصہ فقیروں کو خیرات کر دیا جائے۔ باقی خود کھائیں اور دوست احباب اور

رشتہ داروں کو پیش کریں۔ اگر خیرات کا حصہ تہائی سے کم ہو گیا تب بھی کوئی کراہت یا گناہ نہیں ہے۔

قربانی کی کھال

(۱) قربانی کی کھال آپ اپنے کام میں لا سکتے ہیں مثلاً مشک یا ڈول بنوالیں یا جانماز تیار کرالیں۔

(۲) یہ بھی جائز ہے کہ کسی کو خدا کے واسطے دے دیں۔

(۳) یہ بھی جائز ہے کہ آپ فروخت کر دیں۔ مگر جو قیمت ملے، آپ وہی کی وہی ایسے ضرورت مندوں کو دے دیں جن کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہو۔ جن کو زکوٰۃ دینی جائز نہیں ان کو یہ قیمت کے دام دینے بھی درست نہیں ہیں۔

(۵) اگر کھال کی قیمت کے دام آپ نے کسی اور کام میں خرچ کر دیئے پھر اتنے ہی دام اپنے پاس سے آپ نے خیرات کر دیئے تو بیشک ادائیگی ہو گئی مگر بے ضابطہ اور غلط بات ہوئی۔

(۶) کھال کی قیمت مسجد یا کسی ایسے کار خیر میں خرچ نہیں کر سکتے جس میں کسی کو معین طور پر مالک نہ بنایا جا سکتا ہو۔ مثلاً کسی مُردہ کے کفن دفن میں خرچ نہیں کر سکتے۔ ہاں اس کے کسی ضرورت مند وارث کو دے سکتے ہیں کہ وہ اگر چاہے تو اس مُردہ کے کسی کام میں اپنی طرف سے لگا دے۔

متفرق مسائل

(۱) قربانی کی رسّی۔ جھول وغیرہ سب خیرات کر دو۔

(۲) گوشت بنانے والے (قصائی) کی مزدوری اپنے پاس سے دو۔ قربانی کا گوشت یا چربی یا چھیچھڑے وغیرہ یہ قربانی کی کھال مزدوری میں دینی جائز نہیں ہے۔

Scanned by CamScanner

(۳) کسی پر قربانی واجب نہیں تھی۔ لیکن اس نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا تو اب اس جانور کی قربانی واجب ہوگئی۔

(۴) اس غریب آدمی کا جس پر قربانی واجب نہیں تھی۔ یہ جانور گم ہوگیا۔ تو اب اس پر کچھ واجب نہیں۔ لیکن اگر اس نے قربانی کے لئے دوسرا جانور خرید لیا پھر پہلا بھی مل گیا تو اس پر دونوں کی قربانی واجب ہوگی۔

(۵) اگر امیر آدمی کو جس پر قربانی واجب تھی ایسا اتفاق ہوا کہ پہلا جانور جو قربانی کے لئے خریدا تھا وہ گم ہوگیا تو اس نے دوسرا خریدا۔ پھر پہلا بھی مل گیا تو اس پر صرف ایک قربانی واجب ہوگی۔ دوسرے جانور کے بارے میں اس کو اختیار ہوگا چاہے اپنے پاس رکھے چاہے بیچ دے۔

(۶) اگر کسی پر قربانی واجب تھی۔ لیکن قربانی کے تینوں دن گزر گئے اور اس نے قربانی نہیں کی۔ تو ایک بکری یا بھیڑ کی قیمت خیرات کر دے اور اگر بکری خرید لی تھی تو بعینہ وہی بکری خیرات کر دے۔

(۷) جس نے قربانی کی منت مانی اور خدا کے فضل سے وہ کام ہوگیا تو اب قربانی کرنا واجب ہے چاہے مال دار ہو یا غریب۔

(۸) منت کی قربانی کا تمام گوشت خیرات کرنا ہوگا۔ نہ یہ خود کھا سکتا ہے نہ کسی امیر (صاحب نصاب) کو دے سکتا ہے۔ اگر خود کچھ کھایا یا کسی امیر کو دے دیا تو اتنا گوشت خیرات کرنا پڑے گا۔

(۹) اگر اپنی خوشی سے کسی مردہ کو ثواب پہنچانے کے لئے قربانی کرے تو اس کے گوشت میں سے خود کھانا، کھلانا، بانٹنا سب درست ہے جس طرح

اپنی قربانی کا حکم ہے۔

(۱۰) لیکن اگر کسی مرنے والے نے وصیت کر دی تھی کہ میرے ترکہ میں سے میری طرف سے قربانی کی جائے اور اس وصیت پر اس کے مال میں سے قربانی کی گئی ہے تو اس قربانی کے تمام گوشت اور پاؤں وغیرہ کو خیرات کر دینا واجب ہے۔

(۱۱) اگر کوئی شخص یہاں موجود نہیں ہے اور دوسرے شخص نے اس کی طرف سے بغیر اس کے کہے قربانی کر دی۔ تو یہ قربانی صحیح نہ ہوگی۔ اور اگر کسی جانور میں کسی غائب کا حصہ اس کے کہے بغیر طے کر لیا۔ تو اور حصہ داروں کی قربانی بھی صحیح نہ ہوگی۔

(۱۲) اگر ایک جانور میں کئی آدمی شریک ہیں۔ وہ آپس میں گوشت تقسیم نہیں کرتے بلکہ یکجا، فقراء اور احباب کو تقسیم کر دیتے ہیں یا پکا کر کھلا دیتے ہیں تو یہ بھی جائز ہے۔ البتہ اگر تقسیم کریں گے تو اس میں برابری ضروری ہے۔

(۱۳) قربانی کا گوشت غیر مسلم کو بھی دیا جا سکتا ہے۔

(۱۴) گیابھن جانور کی قربانی کی جا سکتی ہے۔ اگر بچہ زندہ نکلے تو اس کو بھی ذبح کر دیا جائے۔

سوالات

(۱) وہ جنسیں کتنی ہیں جن کی قربانی درست ہوتی ہے۔ ان کے نام شمار کراؤ
(۲) قربانی کے جانوروں کی عمریں کم سے کم کیا ہونی چاہئیں۔
(۳) چھ مہینے کے دنبہ اور بھیڑ کی قربانی کے لئے کیا شرط ہے۔
(۴) قربانی کا وقت کب سے کب تک ہے اور شہری مسلمان نماز عید سے پہلے قربانی کر سکتے ہیں یا نہیں
(۵) اگر قربانی کے دنوں میں قربانی نہیں کر سکا تو اب کیا کرنا چاہیے۔

Scanned by CamScanner

عقیقہ

بچہ ابھی پالنے میں بھی نہیں پہنچتا کہ اسلام اس کو اپنی تعلیم و تربیت کی آغوش میں لے لیتا ہے اور اس کے ننھے منے دل و دماغ پر دین و ایمان کی دھیمی دھیمی روشنی ڈالنی شروع کر دیتا ہے۔ بچے کی یہ بساط نہیں ہوتی کہ عمل کا بوجھ سہار سکے۔ لہٰذا عمل کی ذمہ داری سرپرستوں پر ہوتی ہے۔ چنانچہ حکم ہے۔

جیسے ہی ولادت ہو، فوراً آلائش دور کر دو۔ نہلاؤ۔ دھلاؤ، صاف کپڑے میں بچہ کو لپیٹو۔ بہتر یہ ہے کہ کپڑا سفید ہو۔ ہو سکے تو کسی بزرگ سے تحنیک کراؤ۔ پھر داہنے کان میں اذان بائیں میں تکبیر کہہ دو۔ ساتویں دن عقیقہ کرا دو اور اللہ، رسول یا بزرگان دین کے نام پر بچّہ کا اچھا سا نام تجویز کر دو۔

تحنیک حنک سے ماخوذ ہے۔ حنک تالو کو کہتے ہیں۔ تحنیک کا مطلب ہوا تالو پر کوئی چیز لگانا۔

جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے تو ان کی والدہ حضرت اسماء[1] رضی اللہ عنہا نے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

---

[1] حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن تھیں۔ یہ مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے ابھی "قبا" ہی پہنچی تھیں کہ یہ ولادت ہو گئی۔ پس ہجرت کے بعد مہاجرین حضرات کے یہاں یہ سب سے پہلی ولادت تھی۔

Scanned by CamScanner

پیش کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ کو اپنی آغوش مبارک میں لیا۔ پھر ایک
چھوارہ چبا کر کچھ حصہ اس کے تالو سے مل دیا۔ یہ ہے تحنیک کی حقیقت اور اس
کی ترکیب۔ اگر چھوارہ مہیا نہ ہو تو کھجور سے اسی طرح تحنیک کر دیں، ورنہ کوئی میٹھی
چیز اور اگر میسر ہو تو شہد تالو کو لگا دیں۔

عقیقے کے معنی ہمارے یہاں تو بیاہ شادی کی طرح عقیقہ بھی ایک "رسم"
کا نام ہو گیا ہے۔ مگر اصل میں عقیقہ[1] ان بالوں کو کہتے
ہیں جو پیدائش کے وقت بچہ کے سر پر ہوتے ہیں اور وہ جانور جو اس تقریب
میں ذبح کیا جائے اس کو بھی عقیقہ کہتے ہیں۔

حکمت و مصلحت خاص خاص موقعوں پر دوست احباب اور عزیز رشتہ دار
اکٹھے ہوں۔ کھائیں پئیں مل کر بیٹھیں۔ اس سے
آپس کے تعلقات مضبوط ہوتے ہیں۔ محبت بڑھتی ہے اور اس مقصد کی بھی
شہرت ہو جاتی ہے جس کے لئے یہ دعوت دی گئی تھی۔ مثلاً آپ نے ایک نیا مکان
بنایا۔ اس خوشی میں آپ دعوت کرتے ہیں تو جس طرح یہ دعوت اللہ تعالیٰ کے
انعام کا شکر ادا کرنے کی ایک صورت ہے اس سے ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ
یہ بات عام طور پر معلوم ہو جاتی ہے کہ یہ مکان آپ کا ہے۔ آپ اس کے مالک

---

[1] عقیقہ عق سے ماخوذ ہے۔ عق کے معنی ہیں پھاڑنا۔ یہ بال سب سے پہلے کھال کو پھاڑ کر نکلتے ہیں
اس مناسبت سے عقیقہ کہتے ہیں اور یہ معنی ذبیحہ میں بھی پائے جاتے ہیں کہ اس پر قطع و برید کا
عمل ہوتا ہے۔ اسی مناسبت سے اس مذبوحہ کو بھی عقیقہ کہا جاتا ہے اور اسی مناسبت سے
عقوق کے معنی ہیں والدین کی نافرمانی یا اولاد کے حق میں ماں باپ کی طرف سے سرد مہری اور لاپرواہی۔

Scanned by CamScanner

ہیں پس عقیقہ میں آپ گوشت تقسیم کریں یا کھانا کھلائیں تو اس سے جس طرح اللہ کے انعام کا شکر ادا ہو گا اور آپس کے تعلقات مضبوط ہوں گے آپ کے جذبۂ سخاوت کا مظاہرہ ہو گا اسی طرح بچہ کے حسب و نسب کی شہرت بھی ہو جائے گی جو زندگی کے مرحلوں[1] میں بہت کار آمد ہوتی ہے۔

قربانی کیوں؟

(۱) اسلامی تعلیم کی بنیاد یہ چند باتیں ہیں۔ اپنے مالک و خالق کی بڑائی اور عظمت۔ توحید۔ رسالت، خدا پرستی اور عبادت۔ جذبۂ ایثار۔ پس جس طرح اذان اور تکبیر کی آواز۔ اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور عظمت توحید، عبادت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی بھینی بھینی مہک ہے جو بچہ کے دل و دماغ کو مہکا دیتی ہے، اسی طرح قربانی جذبۂ ایثار کا سبق ہے کہ یہ بچہ راہ خدا میں وقف ہے اور اس کی زندگی کا آخری نصب العین یہ ہے کہ یہ راہ خدا میں قربان ہو۔

(۲) اسلام کا دوسرا نام "ملت حنیف" یا "ملت ابراہیمی" ہے ملتِ ابراہیمی کی نرالی شان وہ قربانیاں ہیں جو سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے پیش کیں جن کی یادگار حج کے موقع پر منائی جاتی ہے۔ جب اللہ کے خاص بندے احرام باندھ کر لبیک کہتے ہوئے حاضر ہوتے ہیں۔ حج کے فرض ادا کرتے ہیں۔ قربانی کرتے ہیں اور پھر سر منڈا لیتے ہیں تاکہ زمانۂ احرام میں بڑھے ہوئے بالوں سے جو پریشانی تھی وہ رفع ہو اور اللہ تعالیٰ کے سیدھے سادے عاجز بندوں جیسی صورت بن جائے۔ یہ باتیں ملتِ

---

[1] مثلاً رشتہ منگنی یا تقسیم ترکہ وغیرہ۔

ابراہیمی کی علامتیں اور اس دینِ حنیف کا خاص رنگ اور روپ ہیں۔ عیسائیوں نے زرد رنگ عیسائیت کی علامت قرار دی تھی۔ وہ بچہ کو زرد رنگ میں رنگ کر کہتے تھے کہ بچہ عیسائی ہو گیا۔ اسلامی تعلیم یہ ہے کہ بچہ کو دینِ ابراہیمی کے رنگ میں رنگو۔ حج کی علامتوں سے بچہ کو آراستہ پیراستہ کرو۔ اذان اور تکبیر گویا "تلبیہ"[1] ہے۔ قربانی نہ صرف حج بلکہ ملّتِ ابراہیمی کی خاص نشانی ہے۔ اور سر منڈوانا ادا۔ حج کی علامت ہے۔ اور اگر بچہ کو سفید کپڑے پہنائے ہیں تو احرام کی مشابہت بھی مکمل کر لی ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

صِبْغَةَ اللّٰہِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃً۔

یعنی ہم نے قبول کیا رنگ اللہ کا اور کس کا رنگ ہے اللہ سے بہتر۔

(۳) یہ تمام کام بچہ کے لئے خوشگون اور "فالِ نیک" کا درجہ رکھتے ہیں۔ مگر ان کاموں سے ماں باپ کے دین و ایمان کی روشنی تیز ہوتی ہے۔ کیوں کہ ان کاموں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور شاہِ دوجہاں تاجدار مدینہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ ان کی یاد اور ان کی پاک زندگیوں سے سبق لینا، چراغ نور اور مشعلِ راہ ہے۔

فضیلت اور ثواب

سب سے بڑی فضیلت تو یہ ہے کہ محبوب رب العالمین، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جگر گوشوں سیدنا حضرت حسن اور سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ کرایا اور مسلمانوں

---

[1] تلبیہ۔ کے معنی ہیں لبیک کہنا۔ حج کے باب میں گزر چکا ہے۔ حاجی صاحبان یہی دعا پڑھتے ہوئے جایا کرتے ہیں۔ لبیک لبیک اللّٰھم لبیک الخ

Scanned by CamScanner

کو ہدایت فرمائی کہ ساتویں دن قربانی کرو۔ بڑھے ہوئے بالوں کا بوجھ بچے کے سر سے ہٹا دو اور اچھا سا نام تجویز کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول برکت اور ہر عمل سراسر فضیلت ہے جس سے دنیاوی فلاح بھی ہوتی ہے اور آخرت میں کامیابی میسر آتی ہے۔ پس اس بنا پر عقیقہ سراسر فضیلت اور برکت ہے۔ اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جب تک بچہ کا عقیقہ نہ ہو وہ گویا رہن ہے یہ بچہ الا بلا اور شیطانی آفتوں سے جب ہی محفوظ ہو گا۔ نیکی اور سعادت کے راستہ پر اس کا نشو و نما اور اس کی بڑھوتری جب ہی درست ہو گی اور ماں باپ کو اس سے دین و دنیا کا پورا پورا فائدہ جب ہی پہنچ سکے گا جب اس کا عقیقہ کرا دیا جائے۔

حیثیت

اس تمام فضیلت کے باوجود یہ بات ہمیشہ یاد رہنی چاہیے کہ عقیقہ اور اس سے متعلق یہ تمام باتیں مستحب اور سنت کا درجہ رکھتی ہیں۔ فرض اور واجب تو کیا سنت مؤکدہ بھی نہیں ہیں۔ ان کے کرنے سے ثواب ضرور ہو گا، مگر نہ کرنے سے عذاب نہیں ہو گا۔

پس ان کو ایسا ضروری سمجھنا کہ قرض ادھار کر کے جس طرح بھی ہو ان کو انجام دیا جائے، اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔ اس میں ثواب تو کیا ہوتا الٹا گناہ ہو گا۔

یہ یاد رکھو۔ جس کام کو اسلام نے ضروری نہیں بتایا اس کو ضروری قرار دے لینا ایک طرح کی تحریف اور اسلام کی پاک تعلیم میں بگاڑ پیدا کر دینا ہے۔

مسائل اور احکام

(۱) جس جانور کی قربانی جائز نہیں اس کا عقیقہ بھی درست نہیں ہے اور جس کی قربانی درست ہے اس کا عقیقہ بھی درست ہے اسی طرح اس کے گوشت اور کھال کے وہی احکام ہیں جو قربانی

کے ہیں۔

(۲) عقیقہ کا گوشت کچا بھی تقسیم کیا جا سکتا ہے اور پکا کر بھی۔ اور یہ بھی درست ہے کہ دعوت کر کے کھلا دیں۔

(۳) قربانی کے گوشت کی طرح عقیقہ کا گوشت بھی باپ، دادا، نانا، نانی سب کھا سکتے ہیں۔

(۴) عقیقہ کے [illegible] ایک [illegible] جانور ذبح کیا جائے اور یہ بھی جائز ہے کہ بڑے جانور کی قربانی میں سے [illegible] [illegible] لیا جائے۔

(۵) لڑکے کا عقیقہ ہو تو دو بکری۔ یا دو بھیڑ یا دو دُنبے ذبح کئے جائیں اور اگر بڑے جانور کی قربانی میں سے عقیقہ کی نیت سے حصہ لے رہے ہیں تو دو حصے لئے جائیں اور لڑکی کے عقیقہ میں ایک جانور اور قربانی کے حصوں میں سے ایک حصہ لیا جائے۔

(۶) لڑکے کے لئے اگر دو کی گنجائش نہیں ہے تو ایک ہی کافی ہے۔

(۷) لڑکے کے عقیقہ میں نر بہتر ہے۔ لیکن اگر نر نہ ہو تب بھی کوئی خرابی یا نقص نہیں ہے۔

(۸) بہتر یہ ہے کہ عقیقہ سے پہلے بچّہ کا نام رکھ لیا جائے۔ تاکہ دعا کرتے وقت اس کا نام لے کر دعا کی جا سکے دعا کے الفاظ آگے آرہے ہیں۔ فلاں کی جگہ [illegible] کا نام لیا جائے۔

عقیقہ کب ہو | عقیقہ ساتویں دن ہونا چاہئے اور ساتویں دن نہ کر سکے تو جب چاہے کرے۔ البتہ ساتویں دن ہونے کا خیال

کرنا بہتر ہے۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا ہو۔ اُس سے ایک دن پہلے عقیقہ کر دے یعنی اگر بچہ جمعہ کے روز ہوا تھا تو جمعرات کو عقیقہ کر دے اور اگر جمعرات کو ہوا تھا تو بدھ کو کرے۔ یہ حساب سے ساتواں دن ہی ہوگا

طریقہ (۱) عقیقہ میں دو کام کئے جاتے ہیں۔ جانور ذبح کیا جاتا ہے اور بچہ کے سر کے بال منڈوائے جاتے ہیں۔ یہ قطعاً ضروری نہیں ہے کہ دونوں ساتھ ہی ساتھ ہوں اور جس وقت بچہ کے سر پر استرا رکھا جائے ٹھیک اسی وقت قربانی ہو۔ جس طرح سہولت ہو یہ دونوں کام کر لئے جائیں۔ پہلے قربانی کرلی جائے یا پہلے سر منڈوایا جائے۔ بلاکسی کراہت کے دونوں درست ہیں۔

(۲) سر منڈوانے کے بعد بہتر یہ ہے کہ بچہ کے سر پر تھوڑا سا زعفران مَل دیا جائے اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی یا سونا تول کر خیرات کر دیا جائے۔ بال زمین میں دفن کر دیئے جائیں [۱]

ذبح کرنے کا طریقہ وہی ہے جو قربانی کے بیان میں گزر چکا ہے کہ قربانی کا جانور قبلہ رخ لٹا کر یہ دعا پڑھی جائے۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ

---

[۱] کذا فی طیبی شرح مشکوٰۃ۔ تتمہ مالا بدمنہ

Scanned by CamScanner

ترجمہ۔ میں نے رُخ کر لیا اپنا اُس اللہ کی طرف جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا، سب سے ہٹ کر۔ اور میں مشرک نہیں ہوں۔ بیشک میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ رب العالمین کے لئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ مجھے اسی کا حکم کیا گیا ہے اور میں فرماں بردار ہوں۔ اے اللہ تیری ہی طرف سے۔ اور تیرے ہی لئے ہے۔

پھر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے اور ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذِهٖ عَقِيْقَةُ لِاِبْنِيْ فُلَان دَمُهَا بِدَمِهٖ وَلَحْمُهَا بِلَحْمِهٖ وَعَظْمُهَا بِعَظْمِهٖ وَجِلْدُهَا بِجِلْدِهٖ ۔ وَشَعْرُهَا بِشَعْرِهٖ۔ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهَا مِنِّيْ وَاجْعَلْهَا فِدَاءً لِاِبْنِيْ مِنَ النَّارِ

ترجمہ۔ اے اللہ یہ عقیقہ ہے میرے فلاں لڑکے کا۔ اس ذبیحہ کا خون میرے بیٹے کے خون کے بدلہ میں، گوشت گوشت کے بدلہ میں۔ ہڈی ہڈی کے بدلہ میں۔ کھال، کھال کے بدلہ میں۔ اے اللہ۔ اس قربانی کو قبول فرما میری طرف سے اور اس کو میرے بیٹے کے لئے فدیہ اور ہلینٹ بنا دے آتش دوزخ سے محفوظ رکھنے کے لئے۔ ختم شد

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

۶ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ۸ اگست ۱۹۶۲ء

ادارہ فیضانِ حضرت گنگوہی رح

Scanned by CamScanner

تحریک شیخ الہند

مولانا محمود حسنؒ

سی، آئی، ڈی کی زبان میں ریشمی خطوط سازش کیس۔ اس کیس کا مکمل ریکارڈ جو انڈیا آفس لندن میں محفوظ تھا اس کی فلم لے کر اس کا ترجمہ کرایا گیا ہے۔ یہ ترجمہ ضروری تشریحات کے ساتھ ہے۔ سی، آئی، ڈی کی نظر میں اس سازش کیس کے سرغنہ اور بڑے ملزم یہ ہیں: مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا عبیداللہ سندھی، ڈاکٹر مختار احمد انصاری (ڈاکٹر انصاری) مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، مولانا حسرت موہانی، خان عبدالغفار خاں، حاجی صاحب ترنگ زئی۔

اسیران مالٹا

از: حضرت سید الملت مولانا محمد میاں

تحریک شیخ الہند یا ریشمی رومال تحریک انگریزی دورِ حکومت کی خفیہ رپورٹوں پر مشتمل ہے اس میں حکمراں طبقہ کا نقطۂ نظر پیش کیا گیا ہے لیکن اس تحریک کے اصل قائد اسیران مالٹا شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اور دوسری رفقاء کے مفصل حالات جاننے کیلئے سید الملت (مرحوم) کی یہ تصنیف ملاحظہ فرمایئے جو آخری زمانہ بیماری میں تصنیف کی گئی اور اب پورے اہتمام سے شائع کی گئی ہے۔

ادارہ فیضانِ حضرت گنگوہی رح

Al Jamiat Book Depot
Jamiat Ulama-i-Hind
1502, Jamiat Building, Qasim Jan Street,
Ballimaran Delhi-6
Ph.: 23958865, 23968865

Rs.15/-

Scanned by CamScanner